

جب کوئی طائغہ منسوب و فخر کو بی طرز جدید لباس میں نکالتا ہے یا اہل کفر  
 کوئی تراش خراش ایجاد کرتی ہیں تو سب سے اول یہی فرقہ مسلہ  
 اور کواپنے لیے اخذ کرتا ہے مگر یہ لوگ آپکو خاندانی مسلمان کہہ جاتے  
 ہیں مہجیان الدہ و بچہ سیرت و صورت و دنون تو خلاف دین حق و  
 سنت پیغمبر برحق ہیں لیکن اسلام میں بٹانہیں آتا رہتی ترسا ہو یا جائید  
 پیر ہن مجھتی یا لباس ہنودی بہنو و اس کے پنپنے اور اختیار کر کے میں  
 کچیر پر وازیان ایان و نقصان اسلام کی نہیں ہے گویا یہ حدیث مرفوعہ  
 ابن عمر من تشبه بقوم فهو منهم رواہ احمد و ابن داود مشوخ ہو چکی ہے  
 حالانکہ بعوم خود شامل جملہ وجوہ مشابہت و تشبیہ صوری و معنوی و ظاہر  
 و باطنی ہے ہر امر و بی و ونیایوی میں اسی حدیث شریف کی شرح  
 کتاب اقتضاء الصراط المستقیم الخالفۃ اصحاب ابیہم ایک محلہ ضخیم ہے مجھے  
 اس جگہ فقط ذکر کرنا آداب لباس نبوی کا تقصیر نہ بلکہ اسباب تشبیہ بالغیر کا اور  
 یہی اس نیت سی کہ حامد اہل دین اپنی وضع و ترمیم سی جو کہ زینتی صلیں  
 و علماء را بخین و عوام مومنین و خواہس سلیمین سے منحرف ہون اور جو قطع  
 و برید خلاف طریقہ مافور یا موافق بدعت مشہور ہو اس سے دور رہیں کیونکہ  
 ظاہر عنوان باطن کا ہوتا ہے الا ماشاء اللہ تعالیٰ و لہذا کہنا ہے

و تشبہوا ان لم تکنوا مشابہم ان التشبیہ بالکفر مرفلاج

اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتی ہیں :-

ہمہ کراچامہ یار سائینی ، پارسا دابن فونیک امر و انکار

یہ بات باعتبار اکثر احوال کے کسی ہے نہ کلیہ اس لیے کہ بغض موافقین

پر رہنا اور دوسری کی زنی و بضع سے بچنا واجب مستمّم ہے اگرچہ

لوئی سی ہی وضع مانع عصیان پامال ب نفع نہیں جو قی ہے مصیبت

طاعت کا علاقہ زیادہ تر ملنے سے ہے ادا نہ ملنے سے صلح الجہد کلہ واذا

سندت وسند الحمید کلام الادھی القاب رستہ جراح سوجب اون کی ہی

اصلاح کھاتی ہے اور مقدّمین ہوتا ہے تو صورت و سیرت کا استحاد ثمرہ

سماوات و منفعت کا، و تاسے اور فنا و جلا سے نجات بخشنا ہی و الہ

سعادۂ دنیوی و سعادت دنیوی ہے اور عمارتِ دہلی سے عجائباتِ سماوی و آسمانی

طریقت میں آیا ہے کہ ان اللہ لا نظیر لی صورہ ولکن یسطرائی فلو باہر و  
اتک اوجک اتالہ از فوالا سے التتہ بعدان اکرت چھوڑ دینا بہتر ہے

بابا تلم اور حاکم قال اور عزایا ہے الثقی ہاھنا امر قرآن شرافین ایا

و لباس اتقوی ذلک خیر او رفرا میایی سندن و ازینکه عند کلی مسجد با کلمه

غرض اصلی اختیار لباس ہی ستر عورت ہے جبکہ حکم قرآن و سنت و ولایت

میں آج سے بدلتا ہوں ان تمام فطرتیں خصلتوں علیہما من ورقا

اور فرمایا اترنا اچھا لیکن لباس ایاری سے نکرو ریشا اب بعد معلوم ہو جائے

اس تہید کے ذکر آداب لباس کا کیا جاتا ہے اس باری مین ابو محمد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فی ایک رسالہ مختصر پانچ ورق  
 کا لکھا ہے اسی کی ترتیب اس جگہ مع ترجمہ و تفسیر زیادہ کے مقرر رکھی گئی ہے  
 اور احادیث کو اصل رسالہ پر جمع فوائد و فوائد کی اضافہ کیا گیا ہے جس پر  
 اس کارروائی میں کسی فتد و تکرر نہیں ہے لکن اس کے ساتھ ہی ایضاً  
 تقریریں بھی شایاں جامعیت کا کوئی دوسرا رسالہ کم میسر ہو و بالذات فوق  
 و ہولہ تان و طیلہ الکحلان مفتد منہ لفظ لباس مصدر ہے بمعنی لباس  
 جیسے کتاب میں مکتوب اور یہ اسم لباس شامل ہے و شار و پیرٹن و حجبہ  
 و کلاہ و رواد و ازاد و فطین و نحوہ کو جو کہ پہنے میں آتے ہیں سو لباس  
 حضرت سید الانبیاء و سید الاصفیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 سلم کا اکثر سفید کپڑے کا تھا اور آپ سفید لباس کو بہت دوست رکھتے  
 تھے چنانچہ حدیث ابن عباس میں فرمایا ہے السوا من ثیابکم البیض  
 فانما من خیر ثیابکم و کفنا فیہا مواکیر و ابی داود و الترمذی و  
 قال حسن صحیح و ابن حبان فی صحیحہ صنیعہ امر کا اپنی اصل وضع میں و اسطے  
 و خوب کے آتا ہے جب تک کہ کوئی صاف موجود نہ ہو اس جگہ صاف کا  
 وجود نہیں ہے معنی حدیث کے یہ ہوئی کہ تم سفید کپڑے پہنو کہ یہ بہتر جاہ ہے  
 تمہارا اور اسی سفید جامی میں تم اپنی مردوں کو بھی دفن کرو اس جگہ سے  
 معلوم ہوا کہ فن زلکین نہ کوئی سایہ زلک کیون نہ ہو سو سفید کے سمرہ کا

لغت رقمیہ ہے البیاض فیما ظہر الطیب وکفنا فیہا موی تا کر  
 رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح والنسائی وابن ماجہ والحاکم  
 وقال صحیح علی شرطہما حدیث اول میں جامہ سفید کو خیر ثیاب فرمایا ہوتا  
 اور اس حدیث میں اطہر و الطیب کہا تین وصف ہوئی طہارت و طہیبت  
 و خیریت اور حدیث ابوالدرداء میں وصف احسنت کا بھی زیادہ کیا ہی  
 اور فرمایا ہی احسن ما ذکرہ اللہ فی تقویٰ ذکر و مساجد کما البیاض رواہ ابن ماجہ  
 اس کی سند میں کچھ ضعف ہے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لیے جامہ سفید حالت  
 ممات و حیات و وفون میں احسن ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ سفید گواہ  
 و اطہر اس لیے کہا ہے کہ وہ اوس رنگ پر باقی ہے جس پر ادرنے او کو سیاہ  
 کیا تھا کا اشاریہ تعالیٰ بقولہ فطرۃ اللہ الی فطرۃ الناس علیہا لا تبدل  
 لخلق اللہ اور یہی نہایت مناسب میں ہو جہا قرآن مابعد کے کہ کفنا  
 فیہا موی تا کر ہے آمین گویا ایسا ہے کہ تم سب حیات و ممات میں فطرت صلیہ  
 کی ساتھ رجوع الی اللہ کرو وہ فطرت جو کہ مشبہہ بیاض ہی یعنی نور توحید  
 جلی کہ اگر انسان کو اور اوس کی طبیعت کو چھوڑ دین تو وہ اسی توحید کو چھوڑ  
 کر بگا بیغیر نظر کے طرف کسی دلیل عقلی و نقلی کے کیونکہ تغیر توحید میں عوارض  
 سے آتا ہے یا طیب کے یہ معنی ہیں کہ نہ سفید رہنے نہ غلط بالوان دیگر  
 اور اطہر کے یہ معنی کہ بار بار دہونے میں اسباب میل کو میل کے آتا ہے باجماع

و مساجد و جمعہ و عبادت میں جامہ سفید کا پہننا افضل ہے اور عید میں قمیض  
 کپڑے کا و اسطیٰ اظہار فریخت کے ولندا حضرت عیدین و جمعہ میں لال  
 و ہری کی چادر اوڑھتے تھے و اسد اعظم شیخ مکتے میں کہ فقہ ابو اللیث نے  
 رستان میں کہا ہے یستحب البیض من الثیاب یعنی سفید کپڑا پہننا مستحب ہے  
 اور شریعت الاسلام میں ہے احب الالبان البیاض والنظر الی الخضراء یزید  
 فی البصر یعنی رنگہ سفید سب رنگوں میں زہدست تر ہے اور نظر کرنا طرف رنگہ  
 سبز کے بنیانی کو زیادہ کرتا ہے و قد لبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 الرداء الاخضر و لبس الاخضر سنة او حضرت فی چادر سبز اوڑھتی ہے  
 سبز کپڑا پہننا سنت ہے و یجتنب الرجال الحمرۃ والصفرة من الثیاب  
 اور مرد و سبز و زرد کپڑا پہننے سے بچیں انتہی میں کہتا ہوں اہل جنت کی صورتیں  
 قاطبۃ سفید ہونگی جس طرح کہ اہل نار سیاہ و سوہنگے اور لباس اہل جنت کا  
 سبز ہو گا جس طرح کہ لباس اہل دوزخ کا سیاہ ہو گا اسی جگہ سے یہ بات  
 ہے کہ دنیا میں بھی اکثر لوگ گورے رنگ والی کو خوبصورت اور کالی کو  
 بد صورت کہتے ہیں اگرچہ اس جگہ کے رنگ و روپ کا کچھ اعتبار نہیں ہے  
 اعتبار ایمان کا ہے نہ الوان کا لفظ میں کہا ہے لبس البواد لبس من السنة  
 و لافیه فضل بل کرۃ معاجاة النظر الیہ لانه بدعة مستحدثة بعد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی سیاہ رنگ پہننا نہ سنت ہی اور

نہ کہ فضیلت رکھتا ہے بلکہ ایک جماعت فقہاء نے ہی نگاہ کرنا طر فربگ  
 سیاہ کے مکروہ رکھا ہے اس لیے کہ یہ دعوت بعد حضرت کے نکلی ہے انتہی  
 اس میں شک نہیں کہ اگرچہ حضرت ہے پہننا عمامہ سیاہ رنگ کا ثابت ہوا  
 ہے مکن تمام جامہ سیاہ کا پہننا مروی نہیں ہے بلکہ ان کا اور سیاہ پہنے سے  
 روضۃ العلماء میں کہا ہے ان باحیفة صح قال لیس السواد لا یجوز لانه  
 کان لایلبس ذلک فی زمانہ وبعده وناہیبا وقال ابوان مسد ومحمد  
 یجوز لان فی زمانہما یلبسون ویستحبون بہ یعنی ابو حنیفہ ناجائز اور  
 صاحبین جائز کہتے ہیں میری نزدیک جواز و عدم جواز و نون علی لاطلاق  
 صحیح نہیں ہیں اور تعلیلات مذکور درست ہیں بلکہ فی الجملہ جائز ہے جیسے  
 دستار سیاہ یا انگلی کالی و ماری کی اور فی الجملہ ناجائز جیسے سرپا سیاہ و اعظم  
 کنز میں کہا ہے کہ لیس سواد مذکور ہی اور شرع میں کہا ہے کہ حضرت نے  
 سیاہ عمامہ باندھا ہے اور او سکاسر اور میان ہر دو پوش لٹکایا ہے شیخ  
 فرماتے ہیں کہ گپوری باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید ہوئی اس میں رنگ دیگر  
 نہ کے اور حضرت کی دستار مبارک اکثر اوقات میں سفید ہوتی تھی اور کبھی سیاہ  
 اور احیا یا بنبر اور بعض نے کہا ہے کہ وقت جنگ و غزاکے سر مبارک پر عمامہ  
 سیاہ ہوتا تھا اور بعض نے کہا کہ بسبب منفر کے گپوری سیاہ پڑ گئی تھی ورنہ اصل  
 میں سفید ہی مکن مقرر یہ ہے کہ گاہ گاہ آپ نے فی دستار سیاہ و جامہ سیاہ پہنا ہے

## دکتر بلبل و عرض و سار

شیخ کہتی ہیں کہ دستار دہان کی حضرت ش کی سبب گزیا آئندہ گزیتی اور قوت  
 نماز پنجگانہ کی بارہ گز اور دن محمد و جمعہ کی نماز گز اور وقت جنگ حرب  
 کے ۵ گز اور علمای متاخرین ثنی تجویز کیا ہے کہ سلطان و قاضی  
 مفتی و فقیہ و شایخ و نمازی اس کو تکہ کی گپڑی سپر پابند ہیں تو جائز  
 ہے واسطی و قمار و کین و شہامت کی انتہ میں کہتا ہوں یہ تجویز  
 خلاف سنت ظاہر ہے نہر گز کرنا چاہیے بلکہ داخل سرف منوع ہی ہے  
 کند گور پرستان زیارت زاہد کہ زیر گنبد دستار زندہ و گورست  
 اسی طرح جو تفاوت و سار نبوی کا اندر گہرا و نماز و حرب کے بیان  
 کیا ہے ما خدا و سبکا معلوم ہوا ظاہر احادیث ہی ہے کہ عمامہ شریف  
 ہفت گز کا ہوتا تا جزی نے کہا ہے عین کتب کا تتبع کیا کہ محکمہ قدر عمامہ  
 حضرت پر وقت حاصل ہو ہوا بیان تک کہ محکمہ خبر دی او س  
 شخص نے جبیر محکمہ و ثوق ہے کہ اوٹنے کلام نوی میں دیکھا ہے کہ  
 حضرت کا عمامہ قصیر ہست گز کا اور عمامہ طویلہ بازو گز کا ہوتا ہوتا  
 انتہ شیخ کہتے ہیں کہ دستار باندہ میں سنت نہی کہ دستار دراز ہو  
 نہ عرض اور عرض دستار کا نیم گز ہو کہ یہ کم زیادہ کسر کے ساتھ اس میں  
 قصور فقور نہیں ہے اور اقل درازی سات گز ہے اور گز ۱۲ انگشت

یعنی قبضہ کا سنت یہی کہ گروہ یا طہارت باندھنا اور وقت باندھنے کے رو قبضہ کھڑا ہو اور جب کہوئے تو کور کو گرہ کر دے کھولی ایک دھنستہ کھولی بلکہ جس طرح پیچ باندھا ہے اسی طریق پر پیچ پیچ کھولے اور بعد باندھنے کی آئینے میں یا پانی میں یا منداوس کی کے اوشی میں دیکھ کر سیدھی کرے اور مع کش کے باندھے یعنی شلہ کے

### ذکر شملہ کا

اس میں اختلاف ہے اکثر و اغلب اوقات حضرت نپس پشت رکھتے اور احیاناً بجانب دست راست اوچپ پر رکھنا جرت ہی کنا قیل او قیل مقدار شملہ کا ہم انگشت ہے اور اکثر ایک بالشت اور تطویل اوس کی متجاوز پشت سے جرت ہی اور تختیص ارسال شملہ کی وقت نماز کے بھی موافق سنت کے نہیں ہے ارسال شملہ کا سبب ہی منجلا سنن زوا کے اور اوس کے ترک کرنے میں کوئی گناہ یا بی ادبی نہیں ہے اگرچہ ارسال میں اوس کی ثواب و فضیلت ہے حدیث ابن عمر میں آیا ہے کان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا اجتمع مدال عما مته بتيت كقبيه رواه الترمذی وقال هذا حديث حسن غریب اور عید الرحمن بن عوف نے کہا ہے عثم بنی رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فند لها بیت یدی ومن خلفی رواه ابوداؤد یعنی ایک طرف عمامہ کی سامنے



چوڑی اور دوسری طرف پس پشت یعنی دونوں طرف شلہ چوڑا  
 منہ پر اور پیٹ پر دو حصہ میں کہانے وارسال ذنب العمامۃ بایں  
 کفین عند وجہ ریش ضعیف میں آیا ہے کہ دو رکعت نماز ساتھ عمامہ  
 کے بہتر ہے ستر رکعت نماز بلا عمامہ سے اور چوڑا شلہ کا پس پشت  
 مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہے  
 شلہ عمامہ کا چوڑتے اور کبھی نہ چوڑتے اور کبھی گردن سے نچا ہوتا اور  
 کبھی ایک سر اگیر ٹیپے میں اوڑس لیتے اور دوسرا سر چوڑ دیتے اور شلہ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر پس پشت ہوتا اور کبھی جانب میں اور  
 کبھی دو شلہ ہوتے درمیان دونوں ہونڈ ہون کے فقہاء کے پاس ارسال  
 شلہ پر پراہین قیاسیہ بہت ہیں بیان تک کہ ارسال کو مؤکد جانتے ہیں اور  
 بعضے جانب چپ رکتے ہیں لیکن اس کی سند قوی و معتبر نہیں ہے بلکہ بہت  
 ہے اگرچہ بعض نے اس بارے میں کچھ لکھا ہے ہی اور علماء تاخرین بجز نماز بیجا  
 کے شلہ کا ارسال نہیں کرتے بسبب طعن و متخیر جہاں زمانہ کے فتاویٰ تجہ  
 و جامع نہیں کہنا ہے ترك الذنب ذنب والركعتین مع الذنب افضل من  
 سبعین رکعة بغیر ذنب والذنب ستة افعال للقاصی خمس وثلاثون اصابع  
 للخطیب احدى وعشرون اصابع وللعالی سبع وعشرون اصابع وللمتعلّم  
 سبع عشر اصابع وللصوفی سبع اصابع وللعمامی اربع اصابع انہی تسمی

شیعہ محض بے بنیاد اور مجروری و قیاس ہے کوئی دلیل اس بفرستے پر  
 عقل و نقل و نفس قائم نہیں ہے معلوم نہیں کہ حضرت شیخ رح نے  
 کیوں تعقب اس قول پر کیا ہے انکیلیت نما نہ سواس میں شک نہیں  
 ہے کہ نازبی عامہ سی نماز باعامہ کو فضیلت حاصل ہے باعتبار وقار و  
 سکینہ و اتباع سنت کے حدیث مبارکہ میں فرمایا ہے علیکم بالجماعۃ <sup>نفا</sup>  
 سماء الملائکۃ وارضوا خلف طھورکم رواہ الیہ بھی فی سنن ابی یوسف  
 یعنی تم پر یہی باندھا کر رکھو کہ یہاں ہے فرشتوں کا اور لشکاؤ اس کو پشت  
 اپنے گلہبی نے کہا ہے کہ فرشتے دن بدر کے زرد عمامے باندھ کر آئے تھے  
 وہ اون کے دوش پر فروٹ بیٹھی رکاز کا لفظ فرغایہ ہے فرق مابینا  
 و بین المشرکین العمامۃ علی القلائس رواہ الترمذی وقال ہذا الحدیث  
 غریب و اسنادہ لیس بالقائم یعنی فرق درمیان ہماری اور مشرکوں کے  
 یہی عمامہ باندھنا ہے کلاہ پر یعنی ٹوپی پر پگڑی باندھتے ہیں اور وہ  
 پگڑی بی ٹوپی کی باندھتے ہیں یا وہ فقط ٹوپی اوڑھتے ہیں بغیر پگڑی کے  
 لکن اول انہر ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جمع کرنے درمیان کلاہ  
 و دستار کی اور مجرور کلاہ پر اقتصار کرنا زنی مشرکین ہے اختہ چنانچہ  
 مضاری فقط کلاہ ناشر و برقرار کرتے ہیں اور عمامہ نہیں باندھتے بلکہ غالب  
 اوقات میں برہنہ سر ہی کلاہ و دستار دیتے ہیں اسطرح بنگالی بہت حال

کلاہ کا نہیں کہتے اور اکثر ہنود و ستارے کلاہ استعمال میں رکھتے ہیں۔  
 موصوفہ صورت میں خلاف سنت اسلام میں شیخ فی کما ہے حدیث میں  
 آیا ہے جیسے بیٹیکر عامہ بانڈا لیا کٹرے ہو کر نزار پنی تو قبلہ کر گیا اوس کو اس  
 ایسی بلا میں جس کی وہ نہیں ہے انتہی ممکن اس حدیث کی تخریج بیان  
 نہیں کی اسکی سند کو دیکھنا چاہیے کہ کیسی ہے پھر کہا ہے کہ اگر سعد و  
 ہویاز میں یا بیمار تو جائز ہے اور بعض کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ کوئی شخص  
 آپ کو اکثر اوقات میں لباس سیاہ و سبڑے شہوڑ کرے کہ یہ مکروہ و  
 منوع ہے چنانچہ حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے من لبس ثوب شہرة فی الدنیا  
 البسہ اللہ ثوب مذلة یوم القیامة رواہ احمد و ابی داود و ابن ماجہ  
 اور اگر احیاناً ہو تو کوئی مانع نہیں ہے اور بہترین لباس جامہ سفید ہے  
 اور گھریں ملوک و اخیار کے و ستار سیاہ و سبڑ یا جامہ و پیرہن و رداء  
 سیاہ و سبڑ بہن کر نجائے کہ منوع ہے انتہی وجہ اس ممنوعیت کی غیہ ظاہر  
 ہے اس کا ماخذ معلوم کرنا چاہیے

### نوکر کلاہ کا

کلاہ و فستق ہے ایک لاطیہ و و مناشترہ لاطیہ وہ ٹوپی ہوتی ہے جو  
 سر سے متصل ہوا اور ایسی ٹوپی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر  
 مبارک پر رکھی ہے اور ناشترہ وہ ٹوپی ہے جو سر سے متصل نہ ہو بلکہ آڑا

ہو اور ایسی ٹوپی شاعرانہ سیارہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمتر مبارک پر رکھی ہے اور بعض مشائخ اور سکونیت بین سوید جائز ہے اور حضرت کنبی لاطیہ نیچے عامہ کے پہنتے اور کہی عامہ نے لایہ کے باندھتے لیکن حدیث متقدم رکاز سے نبی عمارت لاطیہ کی نکلتی ہے ابو کبشہ نے کہا ہے کان کما اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواتہ الدرمی وقال هذا حدیث مسکما یعنی صحابہ کی ٹوپیاں سر سے لگی ہوئی تھیں نہ بلند اکثر شراح نے کہا ہے کام جمیع ہے کہ کی کہ کاہہ مدور کو کہتے ہیں کذافی القاموس اور بعض نے کہا مراو کام استین ہے یعنی تائیدین فراخ تہی ایک بالشت تک نہ رومی و سید و نیجانی کہ تنگ دست ہوتی ہے۔

### ذکر عمامہ کا

طریق عمامہ باندھنے کا یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گول ابدتے تھے گنبد ناچانچہ علما و شرفاء و عرب اسی دستور پر دستار باندھتے ہیں

### ذکر کرتے کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمیز پہنتے تھے یعنی پیر بن ام سلمہ نے کہا ہے کان احب الثياب الى رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفيض رواتہ الدرمی و ابو داود حضرت کہ سب کپڑوں میں کرتہ زیادہ تر تھا

اپنی اس لہجہ کہ کرتا اعضا کو خوب ڈبا لگتا ہے اور بدن پہ ہلکا ہوتا ہے  
 اور لا پس اوسکا تواضع کرتا ہے اور جو شبہ حضرت کو مر خوب محبوب ہو  
 وہ خالی نور و برکت سے نہیں ہوتی ہے آسمان بت یزید نے کہا ہے  
 آستین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتے کی ہونچے تک تھی رواہ الترمذی  
 و ابو داود و قال الترمذی هذا بعد بیث حسن غریب اور بعض روایات  
 میں سر انگشت تک ہی آئی ہے جزر نمی کہا اس میں دلیل ہے اسپر کہ  
 سنت پیر ہن میں یہ ہے کہ رخ سے شجا و زکرے اور غیر قمیص میں جیسے  
 جبہ وغیرہ اسی سر انگشت سے متجاوز نہوانتے اور ابو ہریرہ نے کہا ہے  
 کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ الیس قمیصا بذا بمیا منہ  
 رواہ الترمذی معنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کرتے پہنتے تو جانب  
 راست سے شروع کرتے اور حدیث سالم عن ابی ہریرہ آیا ہے کہ اسبال  
 ازار و قمیص و عمامہ میں ہوتا ہے جو کوئی کسی شے کو انہیں سے بطور  
 اترنے کی کینچوگا اس طرف اوس کی دن قیامت کے نظر نہ کرے گیارواہ  
 ابو داود والنسائی وابن ماجہ حدیث دلیل ہی نہیں عن الاسبال پر آج سے  
 معلوم ہوا کہ خصوصیت اسبال کی کچھ ساتھ ازار و بردار کے نہیں ہے بلکہ  
 ہر لباس میں ہوتی ہے ملا علی قاری نے منجملہ بدعات حرمین شریفین کے  
 یہ بھی کہا ہے کہ عمامہ کالہاج و خائمہ کالاکھراج لکن اسبال ازار میں

ابن خثیمہ و عیدیش یاد آئی ہی ابو ہریرہؓ فی رفقہا کہا ہے و الاسفل من الکمین  
من الارضی الارواح الناری ای صاحبہ فی جہنم

نور حرمہ کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہی جگہ سے پھرتے تھے جگہ کہتے ہیں دو  
کپڑوں کو یعنی دو توالیہ مراد سرخ سے خوبوٹا سرخ ہیں یعنی لال دہاری  
جیسے لنگی یہ مراد زمین ہے کہ وہ سرخ خالص تھا اس لیے کہ سرخ خالص  
سرخ ہی اور حضرت عائشہؓ نے لال رنگ سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے  
ان هذا لباس الکفار فلا تلبسہا شیخ فی تخریج اس حدیث کی ذکر نہیں کرتے  
لیکن ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ ایک مرد نکلا اور سپرد و ثوب احمر تھے اس نے  
حضرت پر سلام کیا آپ نے اس کو جواب سلام کا نہ دیا و اہل التمدی و  
ابو داؤد حدیث دلیل ہی تحریر لیس احمر یعنی رجال کی اور اس پر کہ  
مربک منی عنہ کا وقت تیسیم کی مستحق جواب و تکریم کا نہیں ہوتا ہے اور  
حدیث عمران بن حصینؓ میں رفقاً آیا ہے لا اکرک لاد جواد الخ و اباہا  
مراد ارجوان سی و سادہ و خروسخ رنگ ہی اور حدیث علیؓ میں لبس زیار  
سے بھی فرمائی ہے و اہل اہل السنۃ الاربعۃ دوسری روایت ابو داؤد  
اس لفظ سے ہے فی عن مساملا لاد جوان یعنی سرخ ارغوانی سی منع فرمایا ہے  
میاں جمیع ہے میشرہ بالکسر کی مراد میشرہ ہے و سادہ بضم سین ہے جس کو

سوار اپنے نیچے رکھتا ہے یعنی زین پوش سرخ برآر بن عازب کا لفظ رفا  
یہ ہے فی عن الیثرۃ الخمراء رواہ فی شرح السنۃ لکن ان احادیث پر  
نیل الاوطار میں تحکم کیا ہے اور لیس احمر کو جائز بتایا ہے خلافاً للحنفیۃ

### نوکر اطہارِ نعمت لباس کا

ابن عباس کہتے ہیں میں نے حضرت ابو دکیاء کہ بہت عمدہ حلہ پہنے ہوئی تھے  
اور فرمایا کہ اگر تجھ واسطے اطہارِ نعمت ختم کے ہے تو شاب ہوگا اور اگر  
واسطے تکبر و افتخار کے ہے تو معاقب ہوگا انتہی شیخ نے اس حدیث کا  
ہی کچھ اتا پتا نہیں بتایا لکن یہ صنف صحیح ہے حدیث عمرو بن شعیب عن  
ابی عن جده عن رفا آیا ہے ان الله یحب ان یرى اثر نعمته علی عبدہ  
رواہ الترمذی یعنی اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اثر اپنی نعمت کا  
اپنے بندے پر ملاحظہ فرمائی ولہذا حدیث ابوالاحوص عن ابیہ عن آیا ہے  
کہ میں پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیا مجھ پر ایک ثوب دئے  
یعنے کپڑا کم اوقات کا تھا مجھے فرمایا تیرے پاس مال ہے میں نے کہا ہاں کہا  
کون سا مال ہے میں نے کہا بہتر تم کا اللہ نے مجھ کو شتر و گاؤں کو سفند و اسپ  
و غلام سب دیے ہیں فرمایا فاذا اتاک الله ما لافلا تراثر نعمۃ الله علیک  
وکل امتہ رواہ احمد والنسائی یعنی جبکہ اللہ نے تم کو مال دیا ہے تو اب چاہیے  
کہ اثر اس نعمت کو راست کا تجھ پر نظر آنے یعنی تحسین و تنظیف و تجدید ثیاب

میں وقت ارکان کے بغیر بالغہ نہ کی نہا ست در وقت و ظاہر ت  
لبس علی اللبس میں بجاوت عجم آبن مسودنی رنفا کا سچ کہ مثال  
نہو کا جنت میں وہ شخص جس کی دل میں برابر ایک نور کی کبر ہے ایک نور  
نے کہا ان الرجل علی یکان ق با حسنا و فعلا حسنا انما ان الله یجزل  
یحب الجمال الکبر بطل الحی و غلط الناس و ما مسلم مراد بطرسى ابطال ان یسأل  
حق ہے اور غلط سی استحقاق خلق اصل بطر شدت فرط و نشاط ہے اور  
مراد بطرسى اس جگہ لقیان ہنی وقت ثمت کے ثنائین کا ہے بطل الحی  
ہو ان یجمل ما جملة الله حقاً من ق حیدہ و عبادہ باطلا و قبل صلوات  
تجوید عبد الحق و ادیراہ ستا و قبل معا ان یتکبر عن الحق فلا یقبلہ انحق  
یا حادیت دلیل ہین جواز تجل و آرائش مباح ہے جس طرح کہ اور حدیثوں  
میں جہازار پر بطور بطر کے وعید آئی ہے

### ذکر خبر ازار و غیرہ کا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رنفا کہا ہے لا یقبلہ یوم القیامۃ الی من  
سجرا راہ بطل ای بتغیر آ متفق علیہ یعنی بغیر ثمت نہیں کرتا ہے اس طرح  
اور شخص کے جہا ہنی ازار ٹخنے سے نیچے کسی تکہ و اترا نے کی راہ سی  
قید تکبر سے معلوم ہوا کہ بغیر تکبر کے حرام نہیں ہے لکن مکروہ ہے اور اگر  
سبب کسی مذکر کے ہے جیسے سردی یا بیماری تو مکروہ ہی نہیں ہے



واما علم ابن عمر کہ لفظ رفعا یوں ہے من جراثی یا عیلاء لم یبطل اللہ الیہ  
 یوم القیامۃ متفق علیہ حدیث اول میں تخصیص تھی ازار کی مگر اس  
 حدیث میں تعمیم ثواب کی آگئی کثیر اعام سے خواہ ہتھوڑیا جامہ یا کرتہ یا انگڑیا  
 یا قمیاض یا فضل یا دوسٹہ یا چادر یہ سب اس میں داخل ہیں حکایت  
 ابن عمر نے رفعا کہا ہے ایک آدمی اپنی ازار اترا کر گسیٹا تھا وہ دوسرا دیا  
 گیا سو وہ زمین میں قیامت تک دھٹکا چاڑھا تا ہے رواہ البخاری متصل ہے  
 کہ یہ شخص اس امت کا ہوا اگلی امت کا سوا ہی قارون کے یہی راجح  
 ہے اس لیے کہ بخاری نے اس حدیث کو ذکر بنی اسرائیل میں لکھا ہے  
 بالجملہ ابدال تحت الکعبین اگر واسطے خیال رکھے تو حرام ہے اور غیر خیال  
 کے لیے ہی تو منع ہوتا ہے نہ تحریم واما علم وایل اسپر حدیث ابن عمر ہے  
 کہ حجب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ من جراثی یا عیلاء  
 لم یبطل اللہ الیہ یوم القیامۃ ابو بکر نے کہا اے رسول خدا ازار ہی بسترچی  
 الا ان اتعاهده فرمایا انک لست ممن یفعله عیلاء رواہ البخاری یعنی  
 لنگ جانا ازار وغیرہ کا بلا قصد مضرت نہیں ہے خصوصاً ایسے شخص نے جس کا  
 شیوہ اتارنا نہ ہو لکن افضل و نری متابعت ہے

ذکر لباس قیمتی کا

شیخ کستی مہرین خلاصہ میں لکھا ہے کہ لباس یلبس الثیاب الجمیلة اذا کانت

لا شک ہے یعنی عمدہ لباس پہننا اگر براہ کبر ہو تو درست ہے مجمع النوازل  
 میں کہا ہے خرچ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات بوم وعلیہ  
 رداء قیمتہ الفادھم وریبنا ما مالی الصلوۃ وعلیہ رداء صمدہ الاف  
 درھم و ابو حنفہ برتدی بر داء قیمتہ اربع مائہ دینار و کان یقول  
 للامینۃ اذ ارجعتم الی او طاکم فاعلمکم باللباس العیسہ انھی یعنی  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر قیمتی ہزار درہم کی پہنی تھی اور  
 چند ہزار درہم کی چادر میں ناز پڑی تھی اور امام ابو حنیفہ ج فی چادر  
 دینار کی چادر اوڑھی تھی اور اپنے شاگردوں کو فرماتے تھے کہ جب تم اپنے  
 ملک کو جاؤ تو نفیس لباس نہ پہنکر جاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 جامہ مکمل بھی پہنا ہے یعنی چھٹ کی طرح کا اور جامہ سیاہ بھی پہنا ہے  
 اور یوتین بھی جس کی اطراف بندس سے ٹکے ہوئے تھے

### نوکر لباس وسیع کا

فقہیہ میں کہا ہے لفت العمامۃ من الطوبیۃ ولس الثیاب الواسعۃ حسن  
 فی حق الفقہاء الدین صما اعلام الصدی دین النساء اھی یعنی منہا  
 عمامہ باندھنا اور کشادہ جامہ پہننا حق میں اہل فقہ کے بہتر ہے نہ حق  
 میں جو رتوں کے میں کہتا ہوں یہ روایت راہی مجہد ہے جو عمامہ کہ عمامہ  
 نبوی سے زیادہ طویل ہو وہ دہل سرف ہے اور علاوہ سرف کے

سخت بد نما ہوتا ہے افغانستان کی لوگ اور ہندوستان کی سڑک  
 ایسے عمامہ طویل باندھتے ہیں اور جامہ وسیع سی اگر اس بال مراد ہے  
 تو وہ حرام ہے اور ظاہر یہی ہے اور اگر فراز یہ نہیں ہے بلکہ بقدر حاجت  
 و رفع حرج و بردہ ہے تو جائز ہے اور انرا افغانستان جو وہ درود ہوتی  
 سے داخل سرف و سفہ ہے فقہاء کو تو اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کا سب سے زیادہ درکار ہونا چاہیے نہ ابتداء لحد کان لکھنی  
 رسول اللہ اسوۂ حسنۃ الخ اور جو فقہاء ایسے نہیں ہیں وہ اعلام ضلال  
 ہیں نہ اعظام ہوتے

### ذکر حلت لباس کا

شیخ رح فرماتے ہیں کہ اصل پہننے میں جانے وغیرہ کی یہ ہے کہ وجہ  
 حلال سے ہو اور جو جامہ کہ وجہ حرام سے ہوتا ہے اس میں نماز فرض  
 و نفل قبول نہیں ہوتی ہے اور افضل جامہ میں یہ ہے کہ ثوب وسط پہننے  
 نہ غایت جبر اور نہ غایت رومی اور وہ جامہ جو خلق میں متعارف و  
 مشہور ہے وہ حضرت عائشہؓ نے و فوار سے زیادہ نہیں پہنا ایک مرتبہ نجاشی  
 بادشاہ حبشہ فی بطریق ہدیے کے بھیجا تھا اوسکو ایک بار پیکر حنفیہ طیار کو  
 دیدیا دوسری مرتبہ طرف سے میں کے بطور تحفہ و ہدایا کے آیا تھا  
 اوسکو ایک بار پیکر حوالہ وحیہ کلینی کیا۔

## نوکر گریبان حبیب کا

حبیب مینی گریبان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائے کا ظرفیت  
 بغل کے سیاتھا اور علاقہ اربعین کے بائیں ہاتھ کے بغل کا جانب راست  
 ہستی جس طرح کہ اس زمانہ میں معمول و معروف و مشہور ہے روضۃ الکائنات  
 و زاد الفقہار میں بھی بخاری و نووی سے اسی طرح مروی ہے کہ نوکر گریبان  
 کا طرف دست راست کے تہا روضۃ میں کہل ہے زمانہ سابق میں جب  
 غازی کافروں سے لڑنے کو جاتی اور فرصت وقت ملا تہ سے غنیم کے نیا  
 تو نان و تہ وغیرہ ماکولات کو حبیب و گریبان میں رکھ کر راجہ چلتی اور کورس  
 کی لکام بائیں ہاتھ میں تہا مکمل لقمہ لقمہ نان اور گیان گیان خروا دست  
 راست سے نکال کر کھاتی زمانہ عمر بن عبدالعزیز و بنی عباس میں سے  
 دستور گریبان جامہ کا یہی تھا جسے اس دستور کو بدعت جدیدہ کہا  
 براہ نامہ نگاری کہل ہے بخاری میں مذکور ہے کہ ارباب علم و فضل اجزا کرتے  
 و نسخ حبیب و گریبان میں رکھتے تھے اور راہ میں بغل حبیب سے نکال کر  
 مطالعہ کرتے جاتے اور مجالس میں بادشاہوں اور علماء دین اور صلحاء  
 اہل صدق و یقین کے بعد قرآن کے اکل طعام سے تینا و تبرکات نان کو  
 گریبان و بغل میں رکھ کر لیجاتے تھے تاکہ جو شخص خاص و عام اپنے گھر  
 جاوی اہل بیت کو اس تبرک سے فالقن کرے اور زوال و فساد

دوسرے کے حال

کو حیب و گریبان میں رکھتے تھے اور یہ سارا استعمال و سنت راست کا  
 نزدیک گریبان پر راست آتا ہے اور اگر روگر بیان جامہ کا دست چپ پہ  
 ہوتا تو استعمال و سنت راست کا نہو سکتا اور بڑا حرج واقع ہوتا اور مقرر کرنا  
 روی گریبان کا طرف و دست چپ کے منہی حنہ ہے اس لیے کہ طریق ہے  
 مجہول کا یہ آتش پرست لوگ دفع گریبان کا جانب و دست چپ ہی رکھتے  
 ہیں باوجود اسلام و قاضی کو چاہیے کہ اس طریقے سے کہ روگر بیان کا  
 طرف و دست چپ کی نہ منع کری اور زچہ فرماے حکایت زمان عمر بن عبد  
 مین ایک شخص کو واسطی گواہی کے واسطے تھے وہ حاضر محکمہ ہوا اس کے  
 گریبان کا رخ اور علاقہ بندش کا طرف و دست چپ کے ہما قاضی نے  
 اس کی گواہی رو کر دی فائدہ مکتوب نو دو مکیمین شیخ شرف الدین بچے  
 شیرازی نے کہ سنیہ علماء و مشائخ اس وقت کے ایک عمدہ شخص تھے  
 لکھا ہے کہ حیب کا پینا جامی میں سنت ہے اور جانب چپ میں اس لیے  
 ہے کہ تاکہ دست راست کو آسانی نیچے کر سکے قرآن مجید میں سجدت موسیٰ  
 علیہ السلام فرمایا ہے ادخل يدك في جيبك تخرج بيضاء من غير سوء اور جو  
 جامہ کہ اہل اسلام پہنتے ہیں وہ اسی حیب چپ کی ہما تہ و حنہ کرتی ہیں  
 کیونکہ اس میں فوائد ہیں وقت حاجت کے شانہ و دیگر اشیاء اس میں  
 رکھ لیتے ہیں اور دست راست سے لے لیتے ہیں اور عرب میں کہ استعمال

قصبہ کبک کا ہے وہ بھی اسی دست راست پر ہے

### ذکر لبس جامہ

پہننے میں جامہ و پیراہن جو جبہ سنت یہ ہے کہ پہلے دست راست آستین راست میں ڈالی پہرہ و سرالہ ہتہ آستین چپ میں لیجاے پہرہ اوچا و روگلایم کو دست راست ہے و پیش چپ پر ڈالی چنانچہ ایسا ہی معمول ہے اور سیت کا لفافہ ہی اسی و سٹور سے کرنا چاہیے کیونکہ مردہ کا لفافہ حکم چادر و رواد کار کرتا ہے اور یہ دست وراکثر کتب فقہ میں مسطور ہے اور جو لوگ کہ جاتے کے پہننے کو رواد و چادر کے پہننے سے قیاس کرتے ہیں ایک اور خلاف شرع و بدعت کو رواج دیتے ہیں سو اس طریقہ سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ مثاب ہوں اور مغائب ہوں ۔

### ذکر وسعت آستین کا

پیراہن جو جبہ و خرقة میں آستین کا فراخ کرنا سنت صحابہ و مشائخ متقدمین ہے یہ اس لیے کہ وقت و ضو کرنے یا کوئی اور کام کرنے کے آسانی سے اوس کو لپیٹ سکین اور اگر چاہیں شو سجادہ یا اور کچھ اندر آستین کے رکھ لیں ۔

زیاران مجازی کی نماز خاشاکانہ و ضو بیا و شو و شایق تنگ آستینا

### ذکر مغزی و گوٹ کا

مہتری و گوٹ کا سر آستین و پائی دامن جامہ پر سینا سنت ہے صحابہ  
و تابعین پر ایہ بن وجہ کو فراخ و کشادہ نہکتے تھے اس لیے کہ جو دوسرے  
اونکار ریاضت و مشقت و صیام و قیام میں نہایت لاغر و تنگ و ضعیف  
ہو گیا تھا ۔

نہم از ضعف چنان شد کہ اجل حبت نوشتا : . نالہ ہر خیزد نشان داو کہ در پیر سبت  
لیکن یہ طرز توسیع اس لیے تھا کہ ہیبت و شہامت معلوم ہوا و حشمت  
اعدا میں حقیر نظر نہ آئیں ان حضرات نے جو کچھ کیا ہے وہ براہِ نفس  
نہیں کیا ہے بلکہ واسطی ترویج و استقامت دین کی کیا ہی جزا ہم اس خیر

### نوکر و تب کا

قبلا اس جاتے کو کہتے ہیں جو گریبان دار ہوا و یہ قباعر و عجب میں  
معارف ہے اور عجم میں بہت پہنی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و  
سلم نے بھی اسکو پہنا ہے اور روگریبان کا اور علاوہ بندش کا دست  
راست پر ہوتا اور جیہ رو میہ چکی آستین تنگ ہتی وہ بھی پہنا ہے اور توت  
وضو کے ماہر تہ آستین سے باہر نکال لیے تھے یعنی وجہ آنا تنگ  
آستین تھا کہ نبی ماہر تہ نکالی وضو نہو سکتا تھا تحقیق یہ ہے کہ یہ جیہ سفر میں  
پہنا تھا اسی پر اتفاق ہے بعض نے کہا اس میں دلیل ہے اس پر کہ جیہ  
تنگ آستین سفر میں چاہیے نہ سفر میں بجایہ کی آستینیں فراخ نہیں تنگ

نرا خی اون کی ایک بالشت ہوتی تھی بغیر ہر شعبہ فقہ تھا ہے کہ النبی  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبین بچہ رومیۃ ضیقۃ الکبیر متفق علیہ  
کبھی جبہ وقتاً کہ واریتے نہیں چنانچہ جامہ تکہ واکر اس زمانے  
میں معروف و مشہور بہ قادیسی ہے۔

### تذکرہ موضع حبیب کا

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حبیب حضرت کے فیض مبارک کی سینہ  
برکات گنجینہ پر تھی چنانچہ بہت سی حدیثیں اسی پر ولالت کرتی ہیں اور  
علامہ حدیث نے تحقیق اس کی کی ہے اور عرف نامہ دیار عرب و خلفاء  
سلف کا ابتدای میں سے تا انتہائی مغربا ہی پر ہے اور بعض لوگ  
جن کو علم سنت کا نہیں ہے یہ گمان کرتے ہیں کہ ہونا حبیب فیض کا سینہ  
برکت ہے کیونکہ بعض دیار عجم میں سینہ چرب کا ہونا عادت عورتوں کے  
سے لہذا بعض فقہاء فی حکم کراہت کا دیا ہے بحیث تشبہ بنا کر کہیں اس میں  
شک نہیں ہے کہ یہ عادت حادثہ ہے اور تحقیق یہ ہے کہ حبیب میر میں جو  
کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینہ مبارک پر تھی فقہاء نے جو شق حبیب کا کفین  
پر مقرر کیا ہے یہ عکس حبیب آنحضرت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس  
مقار سے زیادہ تفصیل میں ترجمہ فارسی و شرح عربی مشکوٰۃ میں لکھی ہے  
اور اگر احیاناً شق حبیب علی الکفین حضرت نے اپنی ہر اور سند اس کی



فقہما کہ بپہنچی ہو تو ہو لیکن سند قوی اس کی مطابق علماء حدیث کہنی  
 چکے نہیں ہے۔ فقہ شیخ احمد سرمدی مجدد والٹ ثانی رح نے مکتوب مسیحین  
 و سیر و ہمین کہا ہے ابن عرب پیر اہل پیش چاک نہتے ہیں اور اس کو  
 سنت جانتے ہیں بعض کتب معتبرہ خفیہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ پیر اہل پیش  
 چاک مروون کو پہننا سچا ہے کہ لباس عورتوں کا ہے کہ حضرت صالح علیہ  
 السلام نے فرمایا لا یلبس الرجل یلبس لبس المرأة  
 والمرأة تلبس لبس الرجل یعنی ملعون ہے وہ مرد جو لباس زن پہنے اور وہ  
 زن جو لباس مرد پہنے روا کہ احمد و ابی داؤد والنسائی عن ابی ہریرۃ  
 اور مطالب المؤمنین میں کہ ہے لا یتشبه المرأة بالرجل ولا یتشبه الرجل  
 بالنساء فان کلا الفریقین ملعونین یعنی عورت مرد کا جامہ اور مرد  
 عورت کا جامہ نہ پہنے کہ یہ دونوں فریق ملعون ہیں بلکہ مفہوم ہوتا ہے کہ  
 پیر اہل پیش چاک لباس اہل دین و اہل علم کا نہیں ہے انہا اس لباس  
 کو واسطی اہل نور کے تجویز کیا ہے جامع الرموز میں محیط سے منقول ہے کہ  
 لا یلبس ای الذی ما یختص باهل الدین والعلم کالاداء العمامة بل  
 قمیصا خشنا من الکرا باس بجیبہ علی صدرہ کالنساء نیز بقول بعض  
 علماء پیش چاک قمیص نہیں ہے بلکہ درع ہے قمیص نزو کیا ان کے وہ ہے  
 چکا چاک مشکبیں پر جو جامع الرموز میں بذیل بیان کفن زن اور ہایہ

مین بدل تھیں کے دے کہا ہے اور دونوں مین فرق کیا ہے کہ دے  
 کا شق یعنی چاک طرف سینے کے ہوتا ہے اور تھیں کا طرت منکب کے اوپر  
 بعض لوگ قائل تراوٹ مین فقیر کے نزدیک صواب یہ ہے کہ چونکہ مرد  
 تشبہ زن سی لباس مین متوجہین تو اس ہنرمند و کمین کہ جان کہین جو  
 پیراہن پیش چاک ہنپتی ہین وہان مرد ترک تشبہ بزنان کر کے پیرہن  
 حلقہ گریبان ہنپن اور جس جگہ کہ عورتین پیراہن حلقہ گریبان  
 ہنپتے ہین وہان مرد پیراہن پیش چاک ہنپن اور اگر اللہ و ہندوستان  
 مین عورتین پیراہن پیش چاک ہنپتی ہین ناچار بیان مردون کو پیراہن  
 حلقہ اختیار کرنا چاہیے استے

### ذکر خرقہ و فرجی و نجوہ کا

خرقہ و فرجی و لباء و علماء و مشائخ نے پہنا ہے اگرچہ کوئی سند قوی  
 اس باب مین نہیں ہے اور زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین  
 یہ لباس نہ تھا لیکن اگر کوئی چہنہ تو بیلح و لا لباس بہ ہے لوگ کہتے ہین کہ  
 واضح فرجی کا فرعون ہے مگر کتب مستبر مین و کیا نہیں گیا اور ثابست  
 نہیں ہوا پس یہاں ہے کہ نماز کی وقت اوس کی استین ہاتھ مین کر لے  
 ۱ اور لٹکائے نہیں کہ مکروہ ہے

### ذکر موضع بازار کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار بالائے ناف سے فوق کعبین تک  
 تھنی ابھی تدرست بھی ہے اور ناف سے زانو تک ستر کرنا فرض ہے  
 اور بعض نے ناف کو غورت میں داخل نہیں کیا ہے اس لیے کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناف جہنمیں حلیہ السلام کو بوسہ دیا تھا  
 قیاس پر سراوٹی یعنی پاجامہ جو عجم میں متعارف ہے اور اوس کو شلوار  
 کہتے ہیں مقدار ازار حضرت پر ہونا چاہیے اور اگر زیر شتالنگ ہوگا تو  
 بدعت و گناہ ہے حدیث ابو ہریرہ دربارہ نہی جہ ازار اور حدیث ابن عمر  
 دربارہ نہی جہ ثوب رفعاً پہلے گزر چکی ہے اور یہ دونوں حدیثیں متفق علیہ  
 ہیں اسی جگہ سے فقہاء نے ازار کو ٹخنے سے نیچے حرام و بدعت محض کہا ہے  
 اور حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے ما اسفل من الکعبین من الا ازار فی النہ  
 رواہ البخاری یعنی جو ازار ٹخنے سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے معنی یہ ہوئے  
 کہ جبے ٹکڑے قدم پر ازار لگتی ہے وہ ٹکڑا آگ میں جا بیگا یا یہ معنی ہیں کہ  
 یہ فعل مذموم ہے و زخی ایسا کام کیا کرتے ہیں اکثر وعید شدید بلفظ ازار  
 آئی ہے بیان تک کہ ایک شخص نیچے پانچے والا نماز پڑھتا تھا اوس کو حکم دیا  
 کہ وضو و نماز کا اعادہ کری اور ایک روایت میں آیا ہے کہ شب نصف  
 شبان میں سب بچے جاتے ہیں مگر عاق و بد من خسر و مبل ازار راجح یہ  
 ہے کہ حکم و رازی کا سب کچھ نون میں جاری ہے جو قدر حاجت اور صورت

سنت سے زیادہ ہے تخصیص زاری کی اس لیے ہے کہ عہد حضرت عیسیٰ  
 غالباً لباس اکثر لوگوں کا یہی ازار تھا اولویت ازار کی نصف سابق تک  
 ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار ایسی ہی تھی اور مخنون کے اوپر  
 تک رخصت سے اور یہی حکم ہے دامن قبا و پیرہن کا اور سنت آستین  
 میں یہ ہے کہ بند دست مکہ و اور عادت سے زیادہ شل چوڑا داخل لباس  
 ہے نہایت شل کی نصف پشت تک ہے اور و رازی لباس کی واسطے  
 عورتوں کے بھی ممنوع ہے لکن بالشت و بالشت بستر کے جس طرح کہ  
 حدیث ام سلمہ میں آیا ہے

ذکر طول آستین و بند جامہ کا

شیخ رج فرماتی ہیں کہ آستین پیراہن و جامہ و قبا و جبہ نبوی کی کہی  
 بند دست تک ہوتی اور کہی سرگشت تک۔ و افق آیام حرارت و پروت  
 کے اور کہی بی ان و دشت کے بھی ہوتی اور جامہ و قبا حضرت کی بی بند  
 کے تھے یعنی زیادہ بند نہ تھے اور طائر متاخرین فی اسکو لباس بہ کہا ہے

ذکر لباس ریشمی کا

روکو ریشمی کپڑا پنا حرام ہے حدیث عمر و ابن و ابن و ابو امامہ میں  
 رفا آیا ہے من لمس الحر في الدماليله في الاخرة معق عليه يكره  
 ہے عدم دخول جنت سے مگر جسے تو بہ کر لی ہے سیوطی نے کہا اکثر کی نزدیکی

میں نہیں ہیں کہ وہ ہر لہو تباہین فائزین کے رشت میں بن جائیگا دوسرا لفظ  
 ابن عمر کا یہ ہے انما یلبس الحر فی الدنیا من لاصلاق له فی الاخرة  
 متفق علیہ اور حدیث خدیجہ میں لبس حریر و دیباچ اور جلوس سی حریر پر  
 منع کیا ہے متفق علیہ اس میں کو امام اعظم نے دربارہ جلوس میں تنزیہ  
 سمجھا ہے اور صاحبین نے تحریم کہا ہے ثانی اولی ہے ہاں حدیث متفق علیہ  
 عمر بن بقدر و طعی و سبابہ کی لبس حریر کا جائز فرمایا ہے اور صحیح مسلم میں  
 آیا ہے کہ عمر نے جابیہ میں خطبہ پڑھا اور کہا کہ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ  
 وسلم عن لبس الحریر الا موضع اصبعین او ثلث او اربع پہلی حدیث سی  
 اباحت و انگشت کی اور اس حدیث سے جواز چار انگشت کا ثابت ہوا  
 حمید راجل علم ہی طرف کے ہیں علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت صلح نے  
 واسنے ہاتھ میں حریر اور بائیں ہاتھ میں سونہ لیکر فرمایا کہ ان ہذین حرام  
 علی ذکر راضی یعنی رشیم و زحر حرام ہیں سیر علی ست کی مردوں پر رواہ  
 احمد و ابی داؤد و النسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ہی حدیث حسن  
 ابن ماجہ میں آنا اور زیادہ کیا ہے حل لانا تھمد ابو موسیٰ کا لفظ یہ ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا احل الذہب و الحریر لانا ث  
 من امتی و حرم علی ذکر رھا و الذمذی و النسائی و قال الترمذی  
 ہذا حدیث حسن صحیح لفظ و کوثرین اطفال ہی و خل میں یہ تحریم اولیا

صبیان پر ہے کیونکہ وہ خود مکلف نہیں ہیں اور مرد و عورت سمیع پر حرام ہے وقت  
 ورنہ اکل و شرب و بنڈ زبرد و سیمین مرد و عورت سمیع پر حرام ہے وقت  
 شیخ نے کہا ہی لباس حریر و زرد و لون اور لڑکوں بچوں کو حرام ہے مگر عورتوں  
 اور نابالغ لڑکیوں کو درست ہے اور اگر واسطے دفع خارش و جرب اور  
 دفع قمل یعنی جوؤں کے پہنے تو روا ہے اسی طرح اگر سبچوں میں ابریشم ملے  
 کہا ہے تو جائز ہے اٹس کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر و  
 عبدالرحمن بن حوف کو اجازت دی تھی کہ حریر پہنیں اور ان کو خارش تھی  
 مع علیہ مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ اور و دونوں نے شکوہ جوون  
 کا کیا حضرت ۲ نے قصص حریر کی رخصت بخشی اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ  
 لبس حریر حرام ہے مگر واسطے کسی حاجت یا مصلحت کے یہی مذہب ہے شافعی  
 کا اور نزدیک مالک کے اصلاً جائز نہیں ہے ہدایہ میں کہا ہے کہ پہنا کر  
 و دیبا کا حرب میں نزدیک صاحبین کے درست ہے سختی سلاح کو دور کرتا  
 ہے اور شیم دشمن میں مہیب تر ہوتا ہے اور نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ  
 کے مکروہ ہے بوجہ اطلاق نہی اور ضرورت بہ نفع ہے لبس مخلوطے اور  
 صاحبین کہتے ہیں کہ حریر خالص وافع تر ہے

۱ ذکر انشرو شرح حریر کا

ابو ریحان کہتے ہیں فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یجعل الرجل

فی اسفل ثیابہ حریرا مثل الابرار و یجعل علی منکبہ حریرا الخديث  
رواہ ابو داؤد والنسائی یعنی شیخ فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
اس سے کہ لگائے مرونیچے کپڑے کہ پوشیم یعنی استریشیم کا مانند اہل  
عجم کے یا لگائے مونڈ ہون پر کپڑا ریشمی مانند عجیون کے معلوم ہوا کہ اگر  
واستر و ونون جامہ ریشمی کے حرام ہیں اور مونڈ ہون پر ریشمی کپڑے سے  
مراو علم حریر ہے یعنی بطور خجاف کے حریر یا مکنا یا کام ریشمی کرنا یا کوئی چادر  
ریشمی وغیرہ کا روشن پر کرنا یا ترنج بنانا کہ یہ سب تصرفات ممنوع ہیں

### ذکر لبس حریر غیر خالص کا

تحریم حریر خالص کی رجال پر مجمع علیہ ہے زبا وہ حریر جو مشوب بالغیر ہو  
سوا اہل علم کا اس میں اختلاف ہے مآئین کی دلیل حدیث جلد  
بیرا ہے یہ حدیث صحیحین میں علی مرتضیٰ سے آئی ہے لکن تفسیر میں  
اس حد کی اختلاف ہے کسی نے کہا وہ دہاری دار تھا اور کسی نے کہا  
مختلف رنگ کا تھا یہ دونوں تفاسیر مال علی المطلب بنین ہیں اور  
بعض نے کہا ہے کہ وہ حریر خالص تھا اور حبشی مشوب کو حرام نہیں کہا  
ہے اس کی دلیل حدیث ابن عباس سے ہے نزو کیا احمد و ابو داؤد کے  
اس لفظ سے کہ اعانہ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الثوب الصمت  
من قنن اس کی سند میں ضعیف بن عبد الرحمن راوی ضعیف ہے یہ حدیث

نزدیک ابو داؤد کی اس لفظ سے ہے فہی عن الثوب المصمت من الحر  
 فاما العالم و سدی الثوب فلا باس به یعنی نری رشیم ہی منع کیا ہے اور  
 جس کی دبا ری رشیم کی ہے اور تانا رشیم کا ہے اور کا بشائقة نہیں جن  
 کپڑے میں تانا با نا رشیم کا ہو اور کا پنہنا حرام ہے اور نزدیک صاحبین  
 کے لڑائی میں جائز ہے اور جب کا تانا رشیم کا اور با نا سوت کا ہے وہ شروع  
 ہے نزدیک مہر کے لکن اسکا حکم کرود ہے مگر لڑائی میں غرض کہ  
 لڑائی میں نزدیک صاحبین کے حری خالص جائز ہے اور نزدیک امام  
 ابو حنیفہ کے جس کا با نا حریر کا ہو اور تانا سوت کا وود درست ہے اور  
 جس میں تانا حریر کا ہو اور با نا او چیز کا وہ مطلقا مباح ہے لکن امام ربانی  
 قاضی محمد بن علی شوکانی اور ابن دقیق البعید شروع عرفی کو ہی نا شروع  
 کہتے ہیں بدلیل ہا یہ اس لیے کہ راجح ہی ہے کہ وہ رشیم خالص نہ تھا بلکہ  
 مشوب تھا سو ہی شرح موطن میں کہا ہے کہ لہ سیرا وود ہے جمین خطوط  
 ہوں یہ چادرین میں حریر کی یا غالباً و میں حریر ہوتا ہے اور حدیث علی  
 بن لبس قس سے نہی آئی ہے رواہ اہل السنن الاربع شرح علی کتابہ  
 نسی ایک ستم ہے کپڑے کی اور میں رشیم کی دبا ری ہوتی ہے اور طبری  
 نے کہا یہ کپڑا لکان کا ہوتا ہے رشیم ہی ملا ہوا ابن بابک نے کہا یہ  
 جب ہے کہ سارا رشیمی ہو یا با نا رشیم کا ورنہ نجی تنزیہ کی جوگی لکن اولیٰ ہی



ہے کہ مراد قسیمی سے مخلوط ہے و اسد اعلم اور جواز حریر خالص کا متن درج ذیل  
 میں واسطے تداوی کے لکھا ہے نہ واسطی حریب کی بالجملہ تقویٰ ترک مشوب  
 ہے اور فتویٰ جواز زلیس مشوب ہے و اسد اعلم

### ذکر لباس معصوم و غیر معصوم کا

شیخ حنفی فرمایا ہے کثیر اکسم اور زعفران کے رنگ کا مرد و ن کو حرام  
 ہے اور کسمین علماء کا اختلاف ہے بعض نے مطلق حرام کہا ہے اور بعض  
 نے کہا کہ اگر بعد پٹی کے رنگا ہے تو حرام ہے اور اگر بعد رنگ کے جٹا ہے  
 تو مباح ہے اور بعض نے کہا کہ اگر راجحہ او سکا زائل ہو گیا ہے تو مباح ہے  
 والا حرام اور بعض نے کہا کہ پینا او سکا محال ہے و محافل میں مکروہ ہے  
 اور گھر میں پینا درست ہے مختار مذہب حنفی میں کراہت تحریمی ہے اور  
 نماز پینا اس میں مکروہ ہے اور حلال رنگ سوا کسی قسم کے ہے  
 اس میں بھی اختلاف ہے شیخ قاسم حنفی نے کہ اعظم علماء متاخرین مصر  
 سے ہیں یہ تحقیق کیا اور فتویٰ دیا ہے کہ حرام ہے بسبب رنگ کے پس ہر  
 لال رنگ حرام و مکروہ ہے اتنے شوکانی رحم نے مصبوغ بالعصفر کو منہ  
 عنہ لکھا ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر  
 و وجاہہ معصومہ دیکھے فرمایا ان هذه من ثياب الکفار فلا تلبسوها رواہ  
 مسلم وغیرہ اور حدیث علی بن ابی رفاعہ بنی آئی ہے لباس معصومہ

رواہ مسلم وغیرہ ایضاً ابن عمرؓ کا لفظ یہ ہے اُنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وعلیہ وسلم مصبوغ بعضہ ہو رہا فقال ما هذا فعرفت ما کرہ الی قولہ اخر  
 قال افلا کسو بہ بعض اصلاک قائمہ لا یاس بہ للنساء رواہ ابو داؤد  
 مجہر ایک کپڑا تھا کسب کا رنگا ہوا گلابی اس سے معلوم ہوا کہ کسب کے  
 رنگ کا کپڑا پہنا مرد کو حرام ہے عصفہ کہتے ہیں رنگ سبز کو ہیئت  
 مخصوص پر تو جو حدیث دربارہ لبس مطلق احمر آئی ہے جیسے حدیث براہ  
 کہ رایتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حلة حمراء لہ از شیئا قطا احسن منہ  
 سما فی الصبیحین معارض اس کی منوگی اور اس باب میں اور حدیثیں ہیں  
 آئی ہیں جیسے در بیان اون کے اس طرح یہ ہے کہ منع وہ احمر ہے جو  
 مصبوغ بعضہ ہو اور مباح وہ احمر ہے جو مصبوغ بعضہ نہ ہو یا بجایہ جابر کہ تم  
 کی رنگا مردوں کو حرام ہے نہ عورتوں کو

### نوکر گلیم کا

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گلیم اوڑھ ہی ہے  
 وعلیہ موطر محل من شعر یعنی چادر اون یا موطرے یا کتان یا شر  
 قاموس میں کہا ہے موطر محل چادر صوف یا خز نہ نہا میں کہا ہے  
 کہ موطر کہی ریشم کی ہوتی ہے اور کہی خز وغیرہ کی شرح ولہ بطاس مقدار  
 کا شرح مشکوٰۃ میں کہا ہے انتہ میں کہتا ہوں کہ جو تفصیل اہل فتنہ نے

دربارہ الوان مختلفہ بہت جواز و عدم جواز بحق رجال لکھی ہے اکثر وہ  
بے دلیل سے حدیث سے فقط حرمت عصفر کی ثابت ہوتی ہے باقی  
ساری الوان خواہ پختہ ہوں یا خام چائے الاسٹمال میں بلکہ نزدیک  
محققین کے فقط حرمت عصفر کی ہے نہ مرعفر وغیرہ کی یہ دوسری بات  
ہے کہ رنگ سفید افضل الوان و مرغین فیہ و محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور  
واطمی حیات و مات کے یہی بیاض مقدم تھا

### نوکر چادر کا

حدیث انس میں آیا ہے کہ احب ثیاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو  
چترہ تھا جبکہ پہنتے تھے متفق علیہ جبرہ کہتے ہیں چادر ساخت میں کو جبیر  
لال و لہریاں ہوتی ہیں اور کہی سبزی اور وہ موت سے بنی جاتی ہے  
نظیر اوس کی ہمارے اس ملک ہند میں گنگی ہے و لہری و اربعہ نے  
کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنگ سبز پسند تھا اس لیے کہ لباس اہل  
جنت کا سبز ہوگا لہذا جبرہ کو دوست رکھتے تھے طبرانی و ابن السنی و ابو  
یوسف نے روایت کیا ہے کہ کان اعظم لالوان الیہ الخضرۃ حدیث ابنی مرثہ  
بشمی میں آیا ہے کہ ائیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثق بان احضران الحدیث  
رواہ الترمذی مراد حضرت سے یا تو زری سبزی ہے یا خطوط سبزی  
حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر دام سبزی زمین بود و گرفتار شد

ایک بار زمانہ عجایب میں واسطی امتیاز شرف و سادات کی انجمن سے یہ  
 بیہوشی تھی کہ جو سپد ہو وہ ہمیشہ سبز عمامہ باندھا کرتے تاکہ بجز فروغ و بیت کی  
 اطلاع اوس کے شب غلطی پر ہو جا کرے اور سپر عمامہ رآمد لکھن بعض غلام  
 نے اس بارے میں یوں کہا :

جعلوا لابناء الرسول علامة . ان العلامة شان من الشهد  
 نور النبوة فبجاءه وجها هو . یعنی الشہد عن الطراز لا

### نوکر کا نوکبند و ازرا غلطی کا

ابو بروہ نے کہا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک چادر پیوند کی ہوئی اور ایک موٹا  
 تھمد باہر نکالا اور کہا کہ حضرت مسلم کی روح اسی میں قبض کی گئی تھی <sup>علیہ</sup> منقذ  
 حدیث دلیل ہے حضرت کے زیور پائندہ سنو نیت پیوند جامہ و لباس شش پرخص  
 آخر عمر میں واسد اعلم

### نوکر چھوٹی اور فرش کا

حادثہ نے کہا حضرت علی اسد علیہ وآلہ وسلم کا کبتر سپر سوتے ستچے چپڑے  
 کا تھا اوس کے اندر چچال کھجور کی یعنی بچا ہے روئی کے بہری تھی متفق  
 علیہ شائل ترمذی میں آیا ہے حصہ سے کہ حضرت کا بچہ ٹاٹا کا تھا  
 ظاہر یہ کہ کسی دیا ہوتا تھا اور کسی ایسا سوئی کا بچہ ناچپڑے کا تھا  
 اور شیشے کا ٹاٹا کا اور گرو مسجدین زیادہ استعمال ہو رہے کار تھا تاہو بچہ

بیٹھنا اور نہ ناستیت ہے ایک بار حضرت شہابوریہ پر سوئے تھے بدن مبارک  
پر نقش ہو رہا ہو گیا مجاہد یہ مقدمہ حدیث شریف میں بطور آ یا ہے اور رسالہ  
راہ سنت میں واللہ مرحوم فی اوسکو نظم کیا ہے یہ  
بہ بوریا نہ سنی پاکہ از فقیران است : قدم نہ بیتان کہ جای شیران

### ذکر تکیہ کا

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت کا وسادہ جب تکیہ کرتے تھے  
چہرے کا تہا ہوا اوسکا پوست تھا خرمے کا رواہ مسلم یعنی تکیہ لگا کر سہیت  
یا سوتی وقت سر کے نیچے رکھتے اس سے استجاب استمال ستر و تکیہ کا واسطے  
سونے اور آرام کے معلوم ہوا لکن تنعم میں زیادہ انہماک و اسراف نہ ہوتا  
حدیث ابن عباس کلی ماشتت والبس ماشتت ما اخطأک اشتت است  
ومحیلة رواہ البخاری یعنی ہر طعام و لباس مباح کے کمانے پہنے کا اختیار  
ہے جب تک کہ اسراف و تکبر نہ ہو اور حدیث عمر بن شعیب عن ابیہ عن جبرہ  
میں فرمایا ہے کہ العبا مالہ یخاطہ اسراف ولا محیلة رواہ احمد والنبائی  
وابن ماجہ اجماع حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکیہ پسند تھا اور  
آپ تکیہ لگاتے تھے اور تکیہ فخر و شہو کی رو کرنے سے منع فرماتے تھے بالجملہ  
طریقہ حضرت صلعم کا یہ تھا کہ دنیا میں نہ رہتے اور متاع و لذات دنیا کے  
اعراض فرماتے اور لباس موٹا اور پٹا پٹا پہنتے اور خضیا کی پڑا سیسہ ہوتا

ہی تکلف سنتے اور کہی بیان جواز کے لیے نفیس قیمتی کپڑا ہی پہن لیتے  
 لکن فی الفور کیا بخش دیتے اسی جگہ سے اہل علم نے کہا ہے کہ یہ قید  
 رکھنا کہ کپڑا نفیس ہی ہو اور تکلف کرنا لباس میں خلاف سنت ہے  
 اگرچہ اصل استیاضہ اہل اہل ہے اور اگر کوئی شخص موٹا ہوتے کپڑا  
 واسطے انہما زعم یا طمع و سوال کے یا بطور ریا و مکتہ نہایت ہے تو یہ  
 خلاف سنت ہے بلکہ اہل خیر و دیانت نے بعد بہتر حال و عفت و انما  
 غنا کے اچھے نفیس عمدہ کپڑے پہنے ہیں تاکہ شہر اہل دنیا میں مقترنون

### ذکر قناع کا

حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ ہم اپنے گھریلو چیز کی گرمی میں بیٹھے تھے  
 کہ کسی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا ہمارے رسول اللہ مقلد مسقعا  
 رواہ البخاری یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر سے سہرا پٹا لٹائی  
 ہوئے آتے ہیں یہ ڈھانکنا سر کا گرمی سے ہٹایا اس لیے کہ کوئی آنکھ  
 نہ چھانی اس سے جواز قناع کا واسطی حرارت و برودت و بخور کے ثابت ہوا

### ذکر نقہ و فراش کا

حاجر سے فرمایا تاکہ ایک بستر واسطے مرو کے دوسرا بستر واسطی حور کے  
 اور تیسرا بستر واسطی مہمان کے ہے اور چوتھا بستر واسطی شیطان کے  
 رواہ مسلم عورت کے لیے بستر جدا گانہ اس لیے فرمایا کہ شاید کسی وقت

مرد بسبب مرض یا کسی اور عذر کی تنہا سوئی ورنہ بیویوں کیساتھ سوناٹو  
 اور اوشق بسنت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمراہ اپنے ازواج کے  
 سوتے تھے و قال تعالیٰ هن لباس لکم وانتم لباس لهن یہ آیت ہی بشارت  
 یا انجوائی خطاب اسی طرف مشیر ہی

### ذکر شست کا حریر و دیباچ پر

اس کی نہی حدیث خذیفہ میں آئی ہے متفق علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ  
 علیہ کے نزدیک بچا احریک کا اور سونا او سپر اور بنا ناگہیہ پر وہ کا حریر  
 لا باس ہے اور ابو یوسف و محمد نے مکروہ کہا ہے یعنی حرام اور یہی حق  
 ہے اس لیے کہ لفظ حدیث لہنا عن لبس الخرید والدیبلیج وان مجلس  
 علیہ صیح ہے بحریمین متن در ربیہ میں بھی لکھی ہے افتراش حریر  
 ابن القیم نے کہا ہے کہ اگر یض نہ آتی تب بھی عن اللبس متناول افتراش  
 کو موقوف جس طرح کہ قناول التحاف کو ہے کیونکہ لغت و شرعاً یہ لبس ہے جس  
 طرح انسان نے کہا تھا قدرت الی حصید لفاقدا سود من طول ما لبس  
 سبط اس مسئلہ کا شرح در ربیہ میں ہے رہا یہ امر کہ حرمت افتراش کے  
 مرد و نر پر ہے یا عورتوں پر یہی سو اس میں اہل علم کا اختلاف ہے  
 خراسان کے شوافع فی دونوں پر حرام کہا ہے اور عراق کے شافعیہ نے  
 عورتوں پر جائز بتایا ہے اول مذہب راضی ہے اور ثانی مختار نووی

ابن عباس و انس و قریش کو جابر کہتے ہیں نہ ریشہ خفیہ ہی سے ہے  
اس دلیل سے کہ اقتریش المہنت ہے کون یہ کوئی ایسی علت نہیں ہے  
کہ لائق استدلال کے مسائل شریعہ پر ہو سکے نہ فرض عدم معارض حازکہ  
دلیل صحیح معارض اس کی موجود ہے و اللہ اعلم

### ذکر مجتہد طایفہ کسروا شیعہ کا

حدیث اسماہنت الی بکر بن آسیہ کہ اسامہ بنی ایک حبشہ طلیسان کسروانی  
کا نکالا اس میں ٹکڑا ریشہ نکا ہوا تھا گریبان پر یعنی بلور شجاف کے اوپر  
اس کی دونوں کٹا دگیان بھی ریشہ کی پٹے سے ٹکی ہوئی تھیں حدیث  
رواہ مسلمہ طلیسان کہتے ہیں چادر صوف سیاہ کو اوزیہ جیب شاید مدورتا  
اور کسروانی نسبت ہی طرف بادشاہ فارس کے ایک کٹا دگی انگہ تھی  
اور ایک پیچے جس طرح بعض جوبن میں آگے پیچے دامن کہتے ہوتے ہیں ہجر  
حال اون دونوں چاکوں پر حریر کی شجاف ٹکی ہوئی تھی یہ شجاف چادر  
انگشت سے زیادہ نہ تھی کہ معارض حدیث عمران ہشیری اور وہ چودہ  
عمران بن آسیہ کہ لا البس القصص الکف بالحمید و الیہ ابو داؤد  
معمول ہے زیادہ پر چادر انگشت سی یا حل اون کا ورع و تقوے پر کڑا چاہیے

### ذکر ازار زمان

حدیث ام سلمہ میں آیا ہے کہ جب حضرت نے ذکر ازار کا کیا تو اسامہ نے کہا



کہ از غور تون کی کہسی ہو فرمایا ایک بالشت لنگی کہا پاؤں کھلے رہیں گے  
 فرمایا ایک ہتھ لنگا ہے اس سے زیادہ مگر یہ رواہ مالک و ابی داؤد والنسائی  
 وابن ماجہ و مسند بن رواہد میں نزویک فخر ہندی و سنائی کے ابن عمر  
 یوں آیا ہے کہ فرمایا فیضین ذرا کھلا یزدن علیہ مراد ورا کرنا ہے اڑا  
 کھا گیا بالشت یا ایک گز شرعی تک تاکہ قدم ڈکے رہیں حدیث دلیل ہے  
 اسپر کہ عورت کو ہر قسم چاہیے ایسی ازار نہ پہنے جس سے پاؤں کھلے  
 رہیں اس زمانی میں جو پا جامہ تنگ چوڑی دار عورتوں میں متعل ہے  
 وہ خلاف اس حدیث کے ہی اور کلی دار پا جامہ اگرچہ ساتراف نام ہوتا  
 لکن اوس میں سرف و غیلہ موجود ہے جو ازار معمول عند نبوت تھی وہ  
 ان ہر دو امر سے خالی تھی اوس طرح کی ازار کار و ارج حدیدہ و اطراف  
 میں بھی استہانک موجود ہے وہ ایک تہذیبیت خاص کا ہے جس سے  
 اقدام لنواں ستور رہے ہیں

### ذکر ازار مردان

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میرا گز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ہوا سپری ازار  
 میں استرخار شا فرمایا اسے عبداللہ ابن ابی ازار اوچی کر مینے اوچی کی فرمایا اور  
 زیادہ کر مینے اور زیادہ کی جب سے میں ہمیشہ قصد اوس کے اوٹھا ہے  
 رکشے کا کرتا ہوں بعض قوم نے کہا کہاں تک اوٹھاتے ہو کہا نصف باغ

رواہ مسلم حدیث دلیل ہے تعین موضع رفع پر ہی ماہ نامزدہ ہے ازار  
یعنی تمہکا اور جو بجای اوس کے ہو دوسری حدیثوں میں ہی آیا ہے  
سنت یہی مقدار ہے اور تا کہ یقین جائز ہے اور کعبین سے نیچے حرام اور  
لائق آتش و دوزخ ہے مگر کہتے ہیں میں نے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ تہ  
باندھتے اور حاشیہ تمہکا آگے کی جانب سے پشت قدم پر رکھتے اور  
پیچھے سے اوسکو اونچا کرتے ہیں کہ تم تہ کیون اس طرح باندھتے ہو کہا  
میں نے حضرت کو اسی طرح تہ باندھتے دیکھا ہے یعنی گاہ گاہ رواہ ابو داؤد  
معلوم ہوا کہ اونچا رکھتا ازار کا پیچھے سے کافی ہے عدم اسبال میں حدیث  
ابو سعید میں رفع آیا ہے انما یرفع المؤمن الی انصاف سابقہ لا جناح علیہ  
فی مائینہ و بان الکعبین وما یسفل من خلک فی النالی الحدیث رواہ  
ابو داؤد و ابی ماجہ حدیث دلیل ہے جو از اسبال پر با فوق کعبین بعد  
اس سے اسفل کو نار میں فرمایا ہے اور یہ کلمہ تین بار کہا

### نوکر خزکا

حدیث ابو الجاہل میں آیا ہے کہ عمر ابن بن جہل بن حبیبہ باہر آئے وہ مطرف  
خزاور سے ہوئے تھے الحدیث رواہ احمد مطرف وہ کہتا ہے جس کے  
دونوں طرف کنارہ ہو قاموس میں کہا ہے مطرف چاروں طرف کہتے ہیں جو  
مربع و ہماری دار ہو اور خز کہتے ہیں اوس کپڑے کو جو زے رشیم کا ہو اور

بعض نے کہا جو پریشم و صوف کا ہو اس جگہ یہی قول اخیر مراد ہے اور  
 مین خضر کو شہر نبوت ہے مین

### ذکر اطلاق تلمذ کا

معاویہ بن قرقہ عن ایسہ کہتے ہیں مین پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی آیا ایک جماعت مزینہ کے ساتھ یعنی بیعت اسلام کرنے کو  
 انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور حضرت بیٹے  
 تھے گنڈیان گریبان کی کھلی ہوئی تختین بیٹے اپنا ہاتھ اندر گریبان  
 متیس کے کر کے مہر نبوت کو چھوار واہ ابو داود حدیث دلیل ہی اطلاق  
 ازراہ پر اور گریبان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک پر اتھا آٹا  
 کثیرہ اسی پر دلیل مین او چھوڑنا مہر نبوت کا بغرض تین و تبرک کی تھایا علا  
 نبوت کی خاص ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہستی

پیغام حسن و نیک آرم آورد انجام بشارت این مریم آورد  
 باجلہ رسل نامہ بی خاتم بود احمد پر نامہ و خاتم آورد

صلی اللہ تعالیٰ علی خاتم الانبیاء وسلم

### ذکر پیوند گفانی کا کپڑی مین

حاکم کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منجسہ فرمایا یا عائشہ  
 ان اردت المحرق فی فیک فیک من الدنیا کن اذ الراق وایا لک و

بحالۃ الاغنیاء ولا تستخافن فی باسحق ترقیبہ ربیعہ الترمذی قال  
 ہذا حدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث صالح بن حسان وقال  
 محمد بن اسماعیل صالح بن حبان منکما الحدیث یعنی ہائے عایشہ اگر تو  
 جاہلی ہے ملنا مجھے یعنی دنیا و آخرت میں تو چاہیے کہ کفایت کرے تمکو  
 دنیا سے بقدر توشہ سوار کے اور بچتی رہنشین سے اہل دولت کی اور  
 نہ پرانا گن کہ پرے کو اور نہ پسند سے اوس کو سبب کنگی کے میان تک  
 کہ پسند کرے تو اوسکو توشہ سوار اس لیے کہا کہ سوار تیز چلتا ہے منزل  
 پر جلد پہنچتا ہے اوس کو ہوا سا توشہ کافی ہے بجلاوت پیادہ کلاو  
 سفر میں دیر لگتی ہے وہ زیادہ توشہ لیتا ہے آئین ترغیب دی ہے  
 قناعت علی الیسیر پاورہنشین سے دولت بدون کی اس لیے منع فرمایا کہ  
 اوکی صحبت باعث ہوتی ہے محبت شہوات و لذات و لہوات دنیا پر ہے  
 سخت عزت و بیزاری اس میں سخت کاذب صاحب تجسس احتراز کنی  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تمدن عینک الی ما تمعنا بہ ازواجنا منہم  
 زہرۃ الہیۃ الدنیا الہم ایک روایت میں فرمایا ہے کہ صحبت ثوی ہے  
 بچو کہا وہ کون ہیں فرمایا اغنیاء راستہ یعنی تو نکرون کے دل سخت و  
 سیاہ ہوتے ہیں گویا اونہیں جان ایمان کی نہیں ہے سو جب وہ مرد  
 دل ہیرے تو ہیراؤن کی پاس بیٹھے سے کیا حاصل بجز اس کے کہ اپنا

دل ہی مردہ ہو چکا ہے

و مجلس خود راہ بندہ پہنچنے سے راہ . افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را  
 اور پیوند لگا کر پینے کی رغبت دلائی . لیکن بطریقہ کفایت موت اور عدم  
 سوال و ترک حرص کا بتلایا بلکہ اس میں کس نفس و رفق کبہر ہی حاصل ہے  
 حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایام خلافت میں خطبہ پڑھا  
 اس وقت ہون کی تہمید میں بارہ سو بیس لگے تھے اسی جگہ سے حدیث  
 ابو امامہ میں رخصا آیا ہے الاستمعون ان البذاذۃ من لایمان  
 ان البذاذۃ من الایمان رواہ ابو داود تم نہیں سنتے تم نہیں سنتے کہ  
 ترک زینت کرنا اخلاق ایمان میں سے ہے حدیث دلیل ہے اس  
 بات پر کہ سیلا کچلا رہنا اور سیاہی پرستانہ سونا اور پہنا پانا کپڑا پہنا  
 نشانی ایمان کی ہے یعنی جبکہ مقصود اس وضع سے زہد فی الدنیا اور  
 رغبت فی الآخرة ہو نہ ریا و سمعہ و حیلہ و گدائی و نحوہ سویدین و ہب ایک  
 مرد سے جو کہ اپنا صحابہ سے تھا اور اپنے باپ سے راہی رخصا ناقل میں  
 کہ جس نے پہنا جامہ جمال کا ترک کر دیا اور وہ ایسے لباس پرست نہ  
 رکھتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ براہ خاکساری چوڑا دیا تو اس کو  
 حلہ کراست کا پہنا دیا اور جس نے بیاہ کیا اس کے لیے اسرافوں کے سر پر  
 تاج شاہی رکھیا رواہ ابو داود و دروی الترمذی منہ عن معاذ بن

اُس محدث اللباس مطلب یہ ہوا کہ حسن فی بنحو چہن ایا یا ہر چہن  
 رتبہ آخرت یا بنظر حقارت و بریت و نیا لباس حذرہ ترک کر دیا تو  
 اوس کو آخرت میں حلا کر اذیت ملیگا یا جس نے ایسی عورت سے  
 نکاح کیا جو اس کی برابر نہیں ہے نہ کفارت میں نہ عزت میں نہ غنائم  
 اور یہ نکاح محض اللہ کی رضا کے لیے کیا یا واسطے حفظ نفس کے فتنہ  
 و فساد و نحوہ سے یا بغرض محافظت دین و طلب نسل کے تو بہشت میں  
 اوس کے سر پہ ایک تاج بادشاہی کا رکھا جائیگا یا یہ کہ وہ فساد و  
 آخرت میں موقر ہوگا

### ذکر سونی کی چھاپ کا

حدیث علی رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ لہانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم عن خاتم الذهب وعن لبس الصبی والمساند رواہ اہل السن  
 الاربع یعنی منع کیا مجاہد حضرت نے پہننے سے سونی کی چھاپ کے اور  
 قشی اور زین پوش ریشمی سے معلوم ہوا کہ جس کپڑے پر پتھر یا ذہب  
 خالص کی ہوا و سکا پننا منع ہے اور جب چھاپ یا دانت لٹیر سے تو  
 جائزہ زنگار اور وہ کپڑے ہیں سونے کے تار ہون بالا ولی حرام ہوگا  
 اسی طرح دگو ب خرومار سے حدیث معاویہ میں بھی آئی ہے رواہ اہل السن  
 والسنائی یعنی ریشمی کپڑے کی اور چیتے کے کپڑے کے زین پوش پر

سورہ نوز زبان سابق میں وہ کپڑا تھا جو صومند و ریشم ہی بنایا جاتا تھا  
 ویدیاچ سے سجھا بہ و تابعین نے او کو بوسپا نے اگر وہی خرمراو ہے تو  
 ملت نہی کی تشبیہ عجم ہے بطریق تکبر کے اندر اگر مراد ریشم خالص ہے  
 تو وہ مطلقاً حرام ہے اس جگہ یہی اخیر شرم مراد ہے اور خبر دی ہے کہ  
 آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو خرمراو کو حلال جانے لگی یہ  
 ستم زمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ تھی اس لیے یہ اخبار اول  
 خبر سیدیا بار ہے بعض شراح نے کہا ہے کہ مراد خرمراو ہے وہ کپڑا ہے  
 کہ تمام یا اکثر او سکا ریشم ہو

### نور کربانہ قطر کا

انہی کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیار سے باہر تشریف لائے  
 شریک کاٹھے ہوئے اسامہ پر حضرت پر قطر کا کپڑا تھا کہ بطور بدھری کے ڈالا  
 تھا پھر صحابہ کو نماز پڑھانی دعا فی شرح السنۃ قطر ایک ستم سے چادر کی  
 کہ اوس میں کچھ سنج و ہاریاں ہوتی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کا لفظ  
 یہ ہے کان علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرق بان قطر یا غلیظان  
 وکان اذا قعد وغرق ثقلاً علیہ الحدیث رواہ الترمذی یعنی حضرت  
 پر وہ کپڑے سوئے قطری تھے جب بیٹھے اور پسینا آتا تو وہ بدن پر بہا دے  
 ہو جاتی بعض نے کہا ہے قطر ایک لبتی ہے صلیح خبر میں یہ کپڑا وہاں کا

تأثریث دلیل ہے حوازا لباس خشن پر آمین نہ ہر وقت منع ہے واسطے  
استعمال کے ۔

### ذکر چادر سرخ و سیاہ و شامہ کا

لال بن عامر کے باپ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو  
میں نے میں خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ایک خضر پاپ کے اوپر ایک چادر سرخ  
تھی رواہ ابو داؤد و ترمذی و تہی لکن اہل عام نے کہا ہے  
کہ خطوط سرخ تھے یعنی لال و ہماری کی لنگی اور ہے ہوئے تھے عایشہ  
کہتی ہیں حضرت کے لیے ایک چادر سیاہ طیار کی گئی آپ نے اسکو پہنا  
جب اس میں پسینا آیا تو اُون کی بوبانی آپ نے اسکو ہینک یا یعنی  
سبب لطافت مزاج شریف نظامت طبع نفی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
سلم کو پوسے ناخوش سے سخت نفرت تھی کیونکہ خلاف لطافت و طہارت ہے  
جابر کہتے ہیں میں باپس حضرت کے آیا آپ گوٹ ماری ہوئی بیٹھ تھے  
آپ کی چادر کے پھرنے آپ کے قدموں پر پڑے تھے رواہ ابو داؤد  
اس طرح کے بیٹھنے کو احتیاب کہتے ہیں اس کی تکمیل یہ ہے کہ سرخ زمین  
پر ٹیک کر دو نون گھٹنے کھڑے کر دے اور دو نون لمبہ تہ یا کوئی کپڑا اگر  
گھٹنے کے لیٹ کر ہمارے کے لیے بیٹھ

### ذکر قباضی کا



وحید بن خلیفہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاس قباطلی عی  
 ایک قبیلہ مجکو دیا اور فرمایا اس کے دو ٹکڑی کر ایک ٹکڑے کا قمیص بنا  
 اور دوسرا ٹکڑا اپنی عورت کو دے کہ وہ اؤسکو اور نہنے بنائے جب میں  
 پشت پیر کر چلا تو فرمایا اپنی عورت کو حکم دے کہ اس کے نیچے ایک اور  
 کپڑا یعنی بطور استر کے لگائی تاکہ بال و بدن ظاہر یعنی سبب باریکی کے  
 رواہ ابو داؤد قباطلی ایک باریک سفید کپڑا ہوتا ہے مضمین بنا جاتا ہے  
 حدیث دلیل ہی اس پر کہ مرد کو باریک کپڑا پہننا درست ہے اگرچہ وہ صاف  
 بدن ہو اور عورت ایسا باریک کپڑا نہ پہنے جس سے بدن دکھائی دے  
 جیسے حالی ولاہی و نحوہا

### ذکر باریک کپڑی کا

عالمشہ کہتی ہیں اسما بنت ابی بکر یاس حضرت عائشہ کے امین و ہشیاء قاق  
 یعنی باریک کپڑے پہنے تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی  
 طہارت سے منہ پیر لیا اور فرمایا ای اسما عورت جب ایام حیض کو پہنچے  
 یعنی بالغ ہو جائے تو ہرگز درست نہیں ہے کہ کوئی عضو اسکا دکھایا جائے  
 مگر یہ اور یہ یعنی چہرہ اور ہاتھ رواہ ابو داؤد یہ عورت ہے وہ طہارت  
 کے اور حجاب یہ ہے کہ گھر سے باہر نہ نکلے روبرو لوگوں کے اگرچہ بدن ڈھکا  
 ہو اور یہ خاص حکم تھا حضرت عائشہ کے ازواج مطہرات کو اور امت کی عورتوں کی

حجابِ سحر ہی یہی معلوم ہو اگر جب بدن عورت کا ایک کپڑے کے اندر سے نظر آئی تو وہ عورت حکمِ برہنگی کا رکھتی ہے و لہذا علمتہ اپنی مان سے ناقل بہین کہ حضرت عبدالرحمن پاسبان عایشہ صدیقہ کے گھٹی و ایک بار یک اوڑھنی پہنے تھی عایشہ فی اوس شمار کو ہار ڈالا اور ایک سوٹی اوڑھنی اوڑھ کر اوڑھادی و اہمالک حضرتہ دختر برادر عایشہ تین عایشہ فی اون کو باز یک اوڑھنی سین و یکمکھ حصہ کیا اور وہ اسی تادیب و تعلیم کے اوس بار یک اوڑھنی کے دو ٹکڑے کر ڈالی اور اوڑھنی کی جو جس تکلیف پہنا دیا اہل علم و دین کی شان حق میں اپنی اور پکانے کی دربارہ امر معروف و نہی عن المنکر ہی ہوتی

### ذکر دس قطری کا

عبدالسرین امین کے باپ کہتے ہیں میں پاسبان عایشہ رضی اللہ عنہا کے گیا وہ ایک دس قطری پہنے ہوئے تین جس کی قیمت پانچ درہم تھی مجھے کہا تو اپنی نگاہ طرف میری کنیز کے اوڑھنا اور اوس کو دیکھ کہ وہ حار کرتی ہے اور راضی نہیں ہوتی کہ اس کپڑے کو گھر میں پہنے یعنی چھ جابی اس کی کہ اس کو ہینکر باہر نکلے حالانکہ اسی کپڑے کا ایک دس میرزا نے حضرت علی علیہ وآلہ وسلم میں تھا جب کسی عورت کو بیہین بیاہ کے لپی سنوارتی تو وہ مجھے اس کپڑے کو عاریت منگوایا جیتی

رواہ البخاری اس میں دلیل ہے زہر پیا اور درپردہ نصیحت و ہدایت ہے  
پینے پر جامہ کم قیمت کی اور دلیلی جو ازستارہ لباس پر شادی وغیرہ میں

### ذکر قبای و سیاچ کا

حاجر کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن قبای و سیاچ پہنی  
پھر جہٹ پٹ اوتا کر پاس عمر رضی اللہ عنہ کے بھیدی عمر نے وہ دونوں  
درہم کو بیچ ڈالی وادہ مسلمہ بطولہ معلوم ہوا کہ لباس ریشمی کا پینا سنج  
ہے اور اگر وہ و سیاچ خالص نہ تھا تو خلافت تقویٰ جانکا اور سکودور کرو یا

### ذکر ایک پیچ کا

ام سلمہ کہتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیری پاس آئی اور میں  
اوڑھنی اوڑھ رہی تھی فرمایا ایک پیچ دے سر پہ نہ دو پیچ وادہ ابوہ و لغنی  
سر پہ دو گلی کے نیچے ایک پیچ کافی ہے نہ دو پیچ تاکہ اسراف و مناسبت  
ساتھ مردوں کے ہو قالہ الطیبی ظاہر یہ ہے کہ مراد سر پہ کپڑا لینا ہو  
زنان عرب کی عادت ہے کہ سر کو کپڑے سے ڈھانکتی ہیں جیسے حصا بہ  
حجب و حیا کی زنجیر سے بانہ تھی میں حضرت نے فرمایا کہ ایک پیچ کافی  
ہے زیادہ نہ لپیٹے تاکہ مشابہ دستار نہ ہو

### ذکر جامہ جدید کی پینے کا

ابو امامہ کہتی ہیں عمر بن خطاب نے ایک نیا کپڑا پہنا پھر کہا الحمد للہ الذی

گناہی ما اواری بہ عی رنی و اتجلی بہ فی حیاتی بہ کہ پھر کیا مینے حضرت کو سنا  
 فرماتے تھے کہ جس فی جامہ نہ پہنکر یوں کہا اور پھر ان کا پیر الیکر صدف  
 کرو یا وہ اس کی پناہ و حفظ و ستر میں رہے گا زندہ و مروتہ رواہ احمد  
 والرمادی و قال حدیث عربی اس ما حدیث ابن مسعود کا لفظ یہ ہے  
 کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں درجہ کو بول لیا پھر کہا الحمد للہ الی رقی میں  
 الریاس ما اھل بہ فی الناس فاواری بہ عی رنی بہ کہ پھر کیا مینے حضرت کو سنا  
 کہ اسی طرح کہتے تھے رواہ احمد

### ذکر نام رکھنے کا جامہ کو

ابوسعید خدری کہتے ہیں حضرت جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لہنتی پڑی  
 یا کرتے یا چادر پہرتے اللہم لا تعجل الیہ الحمد کیا کسی منہ اس آٹ خدہ و  
 خدہ ماصع لہ واعی دیکھ میں سن و سر ماصنع لہ رواہ الدرمذی التی  
 حدیث معاذ بن انس میں فرمایا ہے جسے کپڑا پہنا پھر کہ الحمد للہ الی  
 کسی حد اور رقیہ میں عید و حول می و لاقہ تو اس کے لکھ بچلے  
 گناہ بخش دیے جاتی ہیں رواہ ابو داؤد و ابی اہل علم و دین کا تجربہ  
 ہے کہ جو شخص گناہ نہیں کرتا ہے اس کے کپڑے جلد پرانے نہیں ہوتے  
 اور عاصی کا لباس جلد کھنڈ و بوسیدہ ہو جاتا ہے یعنی دنیا و برزخ میں بے  
 وجہی کہ اکثر موتی کا کفن باقی نہیں رہتا بلکہ تن و بدن بھی اور بعض صلی

کنن باوجود طول زنجیر کے بلایتن و بدن بست و باقی سببہا ہی و اسلئے

ذکر موزہ کا

شیخ کشتی میں سببہ موزہ کا رکنا سننے ہی اور زرد خست اور  
سرخ ہڈت نجاشی فی حضرت کا موزہ سیاہ موزے سادے بطور یہ کہ  
یہ سببہ آپ فی او کو پہنا پھر وضو کیا اور او تیسرے فرمایا میں کتابوں  
اس حدیث کو ابن ماجہ و ترمذی نے ابن جریر و ابن ابی شیبہ سے روایت  
کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ موزے بلا تقصیر اس امر کے  
پہننے کہ او کا چتر مدبغ ہے یا نہیں اور مردار کا ہے یا مذبح کا ہے اس کی  
کچھ جستجو کی اور ظاہر حال پچل کیا اس سے حکم کو نہ کچھ ہے اور جو یوں  
شطر بنی وغیرہ فروش و ضبط و دیگر اشیاء کا معلوم ہوا کہ جب ظاہر میں نجاست  
ہو تو حکم طہارت کا ہے انتہی مسح کرنا موزے پر سنت صحیحہ سے ثابت ہی  
اور ترک نہیں کرتا اوں کو مگر مبتدع ضلال اور مسح کرنا موزے پر اگر طہارت  
کا ملہ پہنا ہے یعنی متیم و معذور نہیں ہے تو درست ہے کیونکہ ان کی  
طہارت ناقص ہے اور اگر ایک مسلمان نے پہلے پاؤں دھوئے پھر موزہ  
پہنا پھر وضو کیا پورا پورا اس کو حدث ہوا تو اس کو چارے نزدیک  
مسح کرنا روا ہے اور جو رکعت ہی روا ہے حکم موزہ کا رکنا ہے

ذکر پاؤں پر مسح کا

پہننا جو آئی کا سنت ہے قنودہ کتبی میں بیٹے انیسویں مالک سے کہا کہ  
 حضرت کا نفل کیا تھا کہا ایس کی دو قبائل تھے قبائل کتبی میں ہوا کہ  
 جو در بیان دو انگشت لکے ہوتا ہے اور ہتھکے  
 اوس کی سمت ہے حضرت نبوت سے پہلے ایام عسرت میں برہنہ یا ہی  
 چلے میں پہرہ سدا ہی نبوت سے تا آخر مرض الموت کہی ننگے پاؤں ہوتے  
 مگر صحن کعبہ میں یا کسی جگہ سے خباوت میں اور بعض اہل عہدہ صاحبین کو جو  
 و باز میں ننگے پاؤں چلتے پہرتے میں سو یہ خلاف سنت ہے ہاں اگر  
 صحرا ہوا اور براہ انکار و تواضع چلی تو جائز ہے یا بسبب عسرت و فقر کے  
 اگر جو تائیس نبوت ہی روا ہے انتہ کلام الشیخ میں کہتا ہوں حضرت نبی  
 نفل واحد میں چلنے سے منع کیا ہے یہ نہیں حدیث جابر میں رفقا نزدیک  
 سلم کی آئی ہے اور ابو ہریرہ کا لفظ رفقا یہ ہے لا یشی احدکم فی نفل  
 واحد لیخفوا جیعا اولیٰ علیہما جیعا متفق علیہ اس حدیث سے  
 فی الجملہ اشارہ طرف جواز انکار کے نکلتا ہے بشرحافی برہنہ پارہ کرتے تو  
 زودہ ام برہنہ جہان پا پوش بی بلبین برہنہ پانی نمیش  
 اور حدیث جابر میں فرمایا ہے کہ جب باترہ جوتے گا ٹوٹ جائے تو ایک جو  
 میں نہ چلی جب تک کہ او کو درست نہ کرے اور نہ ایک موزے میں چلے  
 رواہ مسلم اور وہ جو حدیث عائشہ میں چلنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

اور دوسری روایت میں چنانچہ عایشہ کا ایک نعل میں آیا ہے رواہ الترمذی  
 یہی امر راویان صحیحین نے بیان کیا و اسطیٰ ضرورت یا بیان جواز کے ہوگا  
 علامہ اس کے اس حدیث کی صحت میں بھی کلام ہے ابن عمر کہتے ہیں  
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی پاپوش پہنتے تھے جس میں بال نہوتے  
 رواہ البخاری یعنی صاف چٹری کے انہی نے کہا حضرت کے نعل میں دو  
 تھے تھے رواہ البخاری ایک سمتہ درمیان انگوٹھے اور اوس کے پاس کی  
 اونگلی کے ہوتا تھا اور دوسرا درمیان پچ کی انگلی اور اونگشت کے جو  
 اوس کی متصل ہے جس کو نبھرتے ہیں یہ پاپوش عرب ہندی میں چیل  
 کہلاتی ہے حدیث جابر میں فرمایا ہے کثرت سے جوتا پہنا کرو کہ مرتبیک  
 متصل ہے راکب ہے رواہ مسند اور اب پہنے کا یہ ہے کہ پہلے پاؤں  
 راستہ میں پہنے اور جب اوتاری تو پائی چپ سے شروع کرے تاکہ سینے  
 پہنے میں اول اور اوتارنی میں آخر ہو متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ  
 یہی وہ ابن عباس نے کہا حضرت کی نعل میں دو قبائل متقنی الشراک تھے  
 یہاں الترمذی یعنی دہر الہتمہ تھا تاکہ چھین نہیں اور استوار رہیں اور  
 حدیث جابر میں کثرت سے ہو کر جوتا پہنے سے منع فرمایا ہے رواہ اہل السنن لکن  
 یہ ہے کہ کثرت ہو کر پہنے میں شقت ہو نہ مطلقاً واللہ اعلم ابن عباس نے  
 کہا سنت ہی کہ جب جوتا اوتارنی کو بیٹھے تو نعلین کو اپنی پہلو کے پاس رکھے

رواہ ابن داود یعنی جو تہی سہیت نہ بیٹھے بلکہ جوتا اوٹا کر بیٹھے کہ ادا بی سہی  
اور اوٹ کو جانب چپ رکھے نہ جانب راست اور نہ سامنے اور نہ پیچھے

### ذکر ختم کا

حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ حضرت نے پہلے یعنی قبل حرمت زمر کے  
سونے کی انگڑھی بنوائی تھی پھر اس کو سپک کر چاندی کی بنوائی اور اس کا  
نگینہ لہن کف سے ملا رہتا تھا متفق علیہ اور حدیث علی میں ختم و سہ سے  
منع فرمایا ہے رواہ مسلم اور حدیث ابن عباس میں آیا ہے کہ ایک مرد  
کے ہاتھ میں خاتم زرد و یکہ فرمایا کہ یہ ایک چنگاری ہے آگ کی رواہ مسلم  
بطولہ حدیث طویل انس میں آیا ہے کہ حلقہ حضرت کی انگٹھری کا چاندی  
کا تھا رواہ مسلم و سلفظ یہ ہے کہ حلقہ نو گین و ونون چاندی کے تھے  
رواہ البخاری تفسیر الفظ یہ ہے کہ حلقہ چاندی کا اور گین حبشی تھا متصہل  
ہتھیلی کے رکھتے متفق علیہ یعنی سیاہ رنگ کا رہتا یا ساخت حبش یا خاتم  
مقد و تھے چوتھا لفظ یہ ہے کہ انگٹھری کو نبھو دست چپ میں پہنتے تھے  
رواہ مسلم اور حدیث علی میں بھی آئی ہے ختم سے وسطی اور انگٹھری سے  
وسطی میں رواہ مسلم عبد اللہ بن جعفر سے پہننا انگٹھری کا دست راست  
میں ہی رہنا آیا ہے رواہ ابن ماجہ اور ابو داؤد میں ابن عمر سے بیان  
ہاتھ میں پہننا مروی ہے معلوم ہوا کہ و ونون صورتین ہیں لکن اکثر



اجال میں جان بچا کر ہی استیصال فرماتے تھے اور حدیث بریدہ میں  
 پیش کی انگوٹھی کو ناپسند فرما کر کہا کہ اس سے بڑی اہتمام آتی ہے اور  
 لوہے کی انگوٹھی کو زیور اہل ناب فرمایا ہے اور چاندی کی انگوٹھی کو کہا کہ  
 ایک شتمال نہو یعنی اس سے کم وزن ہو رواہ الترمذی و ابو داؤد والنسائی

### ذکر گنگرو کا

زبیر بنی کہا کہ ایک کنیز سیری آزاد کی ہوئی تھی سر سے بیٹے کو پاس عمر بن خطاب  
 کی لپکٹی اوس کے پائون میں گنگر و شے عمر شرف او نکو توڑ ڈالا اور کہا میں  
 حضرت کو نسا ہے فرماتے تھے مع کل جس شیطان رواہ ابو داؤد حدیث  
 دلیل ہے اسپر کہ جس زیور میں آواز نکلے اوسکا پہننا حرام ہے خواہ پائون  
 میں ہو یا اور کسی عضو میں بناء کنیز عبدالرحمن بن حیان انصاری پائش  
 گئے تھے کہ اتنے میں ایک لڑکی آئی وہ جلاجل پہنے تھی یعنی گنگرو وہ  
 آواز کرتے تھے یعنی جہم جہم بولتے تھے عایشہ ثانی کہا کہ تم اسکو میرے  
 پاس نہ لایا کرو مگر گنگر و قطع کر کے بیٹے حضرت کو سنا فرماتے تھے لا تدخل

الملائكة بیتا فیه جس رواہ ابو داؤد

### ذکر زیور زر کا

بعض احادیث سے حرمت زیور زر کی عورتوں پر بھی صراحت ثابت ہوتی  
 ہے جیسے حدیث ابو ہریرہ نزدیکی ابو داؤد کی اور حدیث اسما و نزویک

سنائی وغیرہ کی اور حدیث اشع حدیثہ نزویہ ابو داؤد کی لکن اہل علم  
 نے ان احادیث کو منسوخ نہیں کیا ہے بحديث علی رضی اللہ عنہ حسن میں  
 حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ خیر و سونا حرام ہے و کورامت پر عینی نہ زنان  
 امت پر اور کسی نے کہا مراد وہ سونا ہے جس کی زکوٰۃ نہیں دی گئی ہے  
 تاریخ ان احادیث کی معلوم نہیں ہے لکن اتفاق جمہور ائمہ مذاہب ملت  
 ذہب پر واسطی زنان امت کے ایک علامت قوی ہے جو ان استعمال  
 زیور و زیورات اثاث امت کے گراس کے ساتھ ہی یہی ہے کہ  
 حضرت کے ازواج و بیات نے چاندی ہی کے زیور پر اقتدار کیا تھا  
 اور زنان اہل بیت استعمال زیور و زری پر نیز رکھتی تھیں یہ ایک قرینہ  
 قوی ہے افضلیت ترک زیور و ذہب اور فقہ پر زیور سیم کی واللہ اعلم بالصواب

### ذکر فوطہ باندہنی کا

اس میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمر پر فوطہ باندھا یا  
 نہیں باندھا اور تمیص پر فوطہ باندھنا مکروہ ہے اس لیے کہ حضرت نے  
 نہیں باندھا ہے اور حرب و غزا و سفر میں کمر باندھنا منع نہیں ہے خواہ  
 جامہ پہ باندھے یا پیرہن پر جو حصہ میں کہا ہے کہ جب نیا کپڑا قطع کری  
 یا پچھنے تو ان ایام میں مبارک ہے جس طرح کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے  
 قطع کیا دن یک شنبہ کی اوس کو غم پہنچی گا اور مبارک ہو گا اور جس نے قطع

کیا دن و شبی کے ساتھ اوس کو مبارک ہوگا اور جس نے قطع کیا دن و شبہ  
 کے اوس کو جو چرچا کر لیا بیگیا یا آگاہ اوس کو جلا دیگی یا پانی ڈبا ہوگا اور جس نے  
 قطع کیا دن چار شبہ کے اسد اوس کے رزق کو کشادہ کر دیا اور کوئے  
 مشقت اوس کی طرف نہ آئیگی اور اوس کے لیے معیشت ہوگی اور جس نے  
 قطع کیا دن چار شبہ کی اسد اوس کو علیم رزق دیا اور جس نے قطع کیا دن  
 حمیہ کے اوس کی عمر و دولت زیادہ ہوگی اور جس نے قطع کیا دن شبہ کے  
 و دبیر رہیگا جب تک کہ وہ کپڑا اوس کے بدن میں ہوگا شیخ نے یہ  
 روایت نقل کی لکن کچھ کلام اس پر نہیں کیا ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے  
 کیونکہ کہین اتا پتا اسکا کسی کتاب صحیح یا سنن میں نہیں لگتا علاوہ اسکے  
 سب ایام اسد تعالیٰ کے ہیں کوئی دن منحوس نہیں ہے اور نہ مخصوص ہے  
 واصلی کسی کام کے یہ اور بات ہے کہ جن ایام کی فضیلت آئی ہے جیسے جمعہ  
 و سونہا اولن ایام میں بنظرین کوئی کام کرے لکن اس خبر میں روز و شبہ کو  
 نام مبارک نہیں آیا ہے حالانکہ حدیث میں آیا ہے بَارَكَ اللهُ فِي يَوْمِ السَّبْتِ وَالْجُمُعَةِ  
 یہ دو دن واضح ہے وضع و کار ہر پر اس خبر کے حکیم و صاحب روضہ فی نقل  
 کیا ہے ہاں شیخ رح نے بعد اس کی یوں کہا ہے کہ ذوالمتوعدین میں لکھا ہے  
 کہ یہ ایک قول ہے امیر المؤمنین علی رض کا اور یہ بات حدیث سے ثابت نہیں  
 ہے انتہ میں کہتا ہوں کہ مجھ کو اس میں بھی تامل ہے کہ حضرت امیر کا یہ قول

پھر شیخ فی کما ہے کہ حدیث میں ایسی نہایت رسی ہے کہ نیا کپڑا شب جمعہ یا روز جمعہ  
 کو نہایت نماز جمعہ پہنے اور عیدین میں جامہ پہنے اور کو مبارک کرنا چاہیے  
 کہ اس کپڑے میں ناؤ کو بھیجے اور وہ گناہوں کا بفضل اللہ و مہربانی سے نکلے  
 اس حدیث کا نشان بھی معلوم ہوا کہ کس جگہ کی ہے اور کیسی ہے رتو  
 میں کہا ہے کہ جب نیا کپڑا پہنے اس پر انا انزلنا پر ہر اور پانی پر دم کر کی  
 اس کپڑے پر چھ پرک دے اور کپڑا نہایت نماز کے پہنے اور نیا کپڑا پہن کر  
 دو رکعت نماز شکرانہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اے اللہ ہنوز وہ کپڑا اس کی گردن  
 تک نہ پہنچا ہو گا کہ گناہ اس کے معاف ہو جائیں گے اور نہت یہ ہے  
 کہ جب کپڑا بدن سے اتارے اور اس کو توڑ کر رکھے ورنہ اس کو شیطان چسپا  
 ہے اور روز کو بھی حفاظت سے رکھے جب نیا کپڑا یا موزہ پہنے پہلے خود  
 پہنستہ کہے اور اگر سورہ فاتحہ تین بار یا سات بار وقت پہننے جائزہ تو یا یا  
 ہستار تو یا چادر تو یا موزہ نو کی بدن پر پڑھے تو سرور پیدا ہو گا اور  
 بہت وعافیت سے رہے گا اور بیماری دور ہوگی اگر بیمار تھا اور اگر قرضدا  
 ہے تو قرض ادا ہو جائیگا اور حلیہ دوسرا جائے مازہ میرا لے گا اور پانا کپڑا  
 کسی فقیر و مسکین کو دے یا اپنے اہل و عیال کو بخش دے اگر وہ اس کے  
 مستحق ہوں کہ اس کام میں اجر بسیار و ثواب بی شمار ہے انتہی عبارت  
 و نہ کی اسی طرح پر ہے جیسے اکثر الامشاخ کے بیانات ہوتے ہیں نبیاً

اس کی کسی دلیل صحیح پر نہیں ہے فقط دینا جائز کہ نہ کاسکین کو حدیث سے ثابت ہے بلکہ حضرت شیخ اور اون کے امثال سے تعجب آتا ہے کہ آداب صحیحہ ثابتہ سنو نہ کہ چور کر کیوں متعلق ایسے احوال رجال سے ہوتی ہیں بخاری ج نے کتاب ادب مفرد میں چہ سوا ادب سے زیادہ لکھے ہیں جو خاص جناب رسالت اور اون کے اصحاب باجلالت سے ثابت ہیں پس آداب و سنن ماثورہ کے ہوتے ان اقوال غیر مستند پر عمل کو نہ مہنی چسہ غفر اللہ لنا ولہم اللہ آمین ثم آمین

### نوکر گھونگٹ کا

یا ایہا النبی قل لا ذوا جک وبتاک و نساء المؤمنین یدنین علیہن من جلا بیہن ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفوراً رحیماً  
ای سنبہ کہدی اپنی عورتوں کو اور اپنے بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکالین اپنے اوپر ہونڈی سی اپنی چادرین آمین لگتا ہے کہ چوپان پڑین تو کوئی نہ ساوی اور ہے اللہ بخشنی والا مہربان و  
پہچان پڑین کہ لونڈی نہیں بی بی ہے صاحب ناموں یا بد ذات نہیں نیکیخت ہے تو بد نیت لوگوں میں سی نہ اوچدین گھونگٹ اسکا نشان رکھا یہ حکم بہتری کا ہے آگے فرما دیا اللہ بخشنی والا مہربان ہی انتے ف اللہ تعالیٰ  
اپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افر فرماتا ہے کہ وہ مومن عورتوں کو

خامسکراپنی سیدیوں اور شیعوں کو بوجہ اونکی شریف پندہرگی کی اس بات کا حکم دین کہ وہ نیچے لٹکالین اپنے اوپر پتوڑی سی اپنی چادرین آکر جاہلیہ کے عورتوں کی مہات و علامت سی جتہ ہو جائیں اور نو نڈیوں کے نشان سی اور نکا تیز ہو جائی جلیاب وہ چادر ہے جو اوڑھنی کے اوپر ہوتی ہے حضرت شاہن مسعود و عبیدہ حسن بھری و عبید بن جیسر و ابراہیم نعمی و عطا خراسانی وغیرہ واحد کا یہی قول ہی حافظ ابن کثیر کہتے ہیں وہ بمثلہ الامار الیوم یعنی جلیاب آج کل بمنزلہ ازار کے ہے جو بھری نے کہا جلیاب پٹھہ ہے ہڈیل کے ایک عورت فی اپنے کسی مقتول کا شریہ کہا ہے ۵

تمتی السور والہ وہی لاہۃ مستی العذاری علیہن الخلاس

یعنی اوس مقتول کی طرف گزرتے ہیں اس حال میں کہ وہ بازی کرتے ہیں شل چلنے کنواری عورتوں کے کہ اوپر چادرین ہوں گدکی چال کنواری عورت کی چال کی ساتھ اس لیے تشبیہ دی کہ گد آہستہ چلتا ہے جیسی کنواری عورت شرم کی ماری آہستہ آہستہ چلتی ہی اور اوس کی پڑ بمنزلہ چادر کے ہیں گویا گد اوس مقتول کی طرف ایسا چلتا ہے و آرا ہے جیسے کنواری عورت چادر اوڑھے شرماتی ہوئی آ رہی ہے علی بن ابی طلحہ فی حضرت ابن عباس سے روایات کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فی مومنین کی عورتوں کو امر فرمایا ہے کہ جس وقت وہ اپنے گہروں سی کسی حاجت و کام میں نکلیں تو اپنے مومنین

سر کی اور پرسی چادر و ن کی سارہ ڈھانک لیں اور ایک آنکھ پہلی رکھیں  
 محمد بن سیرین کہتے ہیں عین فی غبیدہ سلمانی سے اسد عزوجل کی اس  
 قول کو پوچھا تو اس نے اپنی موندہ اوپتھر کو ڈھانک لیا اور بائیں آنکھ  
 کو کھلا رکھا عکسہ فی کما کہ عورت اپنی ٹنڈی و خمر کو چادر کی ڈھانک لی چادر کو اوپتھر  
 لٹکالی ٹنڈی و خمر دیکھ کر کہتے ہیں ٹنڈی و خمر اصل میں خیر گردن کے گوشے کو کہتے  
 ہیں اور خمر پیش سینہ کو بولتی ہیں تو سینے کا گڑبہ اپنی دیکھ کر کہتے ہیں ابی حاتم  
 نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت  
 نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں نکلیں کان علی رؤسهن الغریبان من السکینۃ  
 گویا اون کی سروں پر کوئی تھسکیں وہ وقار سے اور اون پر سیاہ چادرین  
 تھیں جن کو پہنتے تھے یوش بن یزید کہتے ہیں سنے زہری سے پوچھا کیا  
 لہندی پر خمر لپی اوڑھنی ہے سیاہی ہو یا بن سیاہی کہا اوپر خمر ہے اگر وہ  
 سیاہی ہو اور طبیب سی منع کی جائے کیونکہ لونڈیوں کے واسطی مکروہ ہے  
 کہ وہ آزاد سیاہی عورتوں کے مشابہ بنیں اور اللہ تعالیٰ نے یون ہی فرمایا  
 ہے یا ایہا النبی قل الایۃ اخراجہ ابن ابی حاتم سفیان ثوری رضی اللہ عنہ  
 مروی ہے کہ وہ عورتوں کی زینت کی طرف نظر کرنا لباس بہ ہے اور اس سے  
 جو منع کیا گیا ہے سبب خوف فتنہ کی نہ اون کی حرمت کی وجہ سے اور  
 استدلال اس قول سے کیا و نساء المؤمنین ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین

کی یہ معنی ہیں کہ جس وقت وہ ایسا کریں گی یعنی گوشت ڈال ڈال لینگلی  
 تو سچان لیا بنگلی کہ وہ آزاد عورتیں ہیں نوڈیاں نہیں ہیں نہ رندیاں  
 ہیں سدی نے تفسیر کرتا باتو بین یوں کہا ہے کہ کئی لوگ فاسق اہل شر  
 کے جس وقت اندھیرا ہو جاتا تو وہ رات کو راہ مدینہ کی طرف نکلتی عورتوں  
 چھپرتے مدینے والوں کے گھر تک تھے جب رات ہو جاتی تو عورتیں اپنی  
 قضاے حاجت کے واسطی رستوں کی طرف نکلتیں تو یہ فاسق اپنی خضر  
 اون سے چاہتے پہر جب وہ عورت پر چادر دیکھتے تو کہتے یہ آزاد عورت ہے  
 اوس سے باز رہتے اور جس وقت عورت پر چادر نہ دیکھتے تو کہتے یہ نوڈی  
 ہے اوپر دوڑ پڑتے مجاہد فی کہا کہ چادر اوڑھ لیں تو معلوم ہو جائے کہ وہ  
 آزاد ہیں بیان میں کوئی فاسق اون سے اذی و ریت کے ساتھ پیش  
 نہ آئے اندھ غور حسین ہی معنی زمانہ جاہلیت میں جو کچھ گزر چکا ہے اب  
 اوس کو بخشد بگا اس لیے کہ عورتوں کو اس کا کچھ علم نہ تھا مان بعد علم کے  
 جو عورت خلاف حکم کام کر لگی تو اوپر گناہ ہو گا اوس کی جزا سزا بنگلی  
 فتح البیان میں کہا ہے کہ جلابیب جمع ہے جلاب کی جلاب ایک کپڑا ہے  
 جو خائینی اور نہی سے بڑا ہوتا ہے یعنی لٹاؤ جس کو عورت فرج و خمار کے  
 اوپر اوڑھتی ہے جو ہری فی کہا جلاب بلفہ ہے شباب فی کہا جلاب ایک  
 ازار واسع ہے جس کو اوڑھا لیا جاتا ہے کسی نے کہا قناع ہے کسی نے کہا



ہر کپڑا چادر و ٹھیکہ ہے جو عورت کی ساری بدن کو چھپا دے جیسا کہ حدیث  
 اعمہ میں صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ کما یا رسول اللہ واسطی ایک ہمارے  
 کے چادر نہیں ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اوس کی بہن کو چاہیے کہ وہ اپنے  
 جلباب ہی اوس کو اوڑھا دی و احدی کہے ہیں مفسرین نے کہا ہے کہ اپنے  
 مونہوں اور سروں کو ڈھانک لیں مگر ایک آنکھ تاکہ بچا نے جائیں کہ وہ آزاد  
 ہیں تو اون سے کوئی انداز کے ساتھ پیش نہ آئے حضرت ابن عباس بھی سی  
 کے قائل ہیں حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ اپنا اوڑھا مونہ ڈھانک لی قرارہ نے  
 کہا کہ جلباب کو اپنی پیشانی کے اوپر موڑے اور اوس کو مضبوط کر دے پھر اوکو  
 ناک پر موڑ دی گواوس کی دونوں آنکھیں کھل جائیں لیکن سینے کو اور مضبوط  
 یعنی اکثر مونہ کو چھپالی ہر دھن سے کہا کہ اپنے اوپر چادروں کو ارجاء کریں یعنی  
 ڈال لیں لٹکا لیں اور اون سے اپنے مونہوں اور اطراف کو ڈھانک لیں  
 حرف مرثعہ کے واسطے ہی یعنی جلباب کا بعض و فضل اور پلو اپنے  
 مونہ پر لٹکالی مقنع کر لی تاکہ لونڈی سی متئیر ہو جائے ذلك اذنی ان یعنی  
 فلا یذین کے معنی ہر ایک کہ یہ چادروں کا لٹکا لینا قریب تر ہے اس کے  
 کہ وہ بچانی جائیں لونڈیوں سی متئیر ہو جائیں لگو گونہ کو یہ بات ظاہر  
 ہو جائے کہ وہ آزاد ہیں تو اہل ریت و شوق کی طرف سے ایندنی جائیں  
 اونکا اور اون کے گروالوں کا بجاظر کہیں اون سے چپیر کر لیں ہی یہ مراد

نہیں ہی کہ سب جہور تو ن کی عورت پہچانی جائے کہ وہ کو حق نہیں بلکہ مراوی ہے کہ پہچان پرین کہ وہ آزاد ہیں اور جڑیاں نہیں ہیں کیونکہ اور ہونے نے ایک ایسا پہناوا پہنا ہے جو کہ آزاد جہور تو ن کی ساتھ خاص

### فائدہ بیان میں تیسرے لباس علماء کے

سبکی حرہ اسد فی طبقات کبریٰ میں فرمایا ہے کہ ائمہ شافعیہ میں سے احمد بن حنبلہ جی حرہ اسد شافعیہ میں اس نکتہ کریمہ سی استنباط کیا ہے کہ اس زمانہ کی علماء جو بات اپنی لباس و پوشاک میں کرتے ہیں کہ آستینیں فراخ چوڑی چکلی رکھتے ہیں عمامہ ایک کھل خاص پر باندھتے ہیں طلیاں اوڑھتے ہیں یہ بات اسی ہے کہ سلف فی اس کو نہیں کیا ہے کیونکہ اس میں اون کے واسطی ایک تیز ہے اور اس سی وہ پہچانے جاتی ہیں تو اون کے قتل اور قتلوں کی طرف التفات کیا جاتا ہی آتے اس سی معلوم ہوتا ہے کہ تیز اشارت کا کسی علامت و نشان ہی ایک امر مشروع ہے آتے صاحب فتح البیان دام ظلہ فرماتی ہیں کہ یہ کیا بار و استنباط ہی اور کیا قلیل النفع بات ہے خاص کہ بعد اسکے کہ سنت پہلے میں لباس و پوشاک ہی لباس میں اسرار کر نیے نہی وارد ہو چکی ہے اور سلف امت و ائمہ ملت فی ہی اس سے منع فرمادیا تو بہرہ استنباط کماں اور طلب منزل کماں یہ تو ایک بدعت ہی کہ او سکو علماء و مشائخ دنیا نے نکالا ہے اسی لیے علی قاری رضی اللہ عنہ فی او کی معرض ذمہ

یوں فرمایا ہی عائشہؓ کا پہنچو حکم کا بلاخارج یعنی جامی ایسے جیسے برجیان و  
 استینین ایسی جیسے خر جیان اور اونپر اسکا بہت ثقت انکار کیا ہی اور یہ جو ذکر کیا  
 کہ زنی علماء و اشراف ایک سنت ہی سوا بن احجاج فی منزل میں اسکو رو کیا ہی کہ  
 انکی زنی دلباس اوس زنی و لباس کی مخالف ہی جو زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
 سلم اور عہد خلافت راشدین رضی اللہ عنہما اور اوبان کی بعد خیر قرون میں تھے پیراگر  
 کوئی کہے کہ وہ اس لباس ہی پہچانے جاتے ہیں تو یوں کہا جاوی کہ وہ اگر لباس  
 شکل اول پر پائی رہتے تو ہی وہ اوس ہی پہچانی جاتی کیونکہ وہ لباس اوس لباس  
 مخالف ہوتا جیسر لوگ اب میں علی قاری فی اونکے قول کی انکار میں طول کیا ہی اور  
 صاحب فتح البیان فی حجج الکرامہ میں ہی اسپر کلام مسطور فرمایا ہی طالب تفصیل کو  
 رجوع کری محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ ایک شخص منافقون میں کاموشین کی بیٹی کو  
 جیسر تاؤ نکو انیدیا تھا اوس ہی جب کہتے تو کہتا کہ میں نے اوس عورت کو لونڈی گمان کیا  
 تھا اسلئے اللہ تعالیٰ فی موشین کی بیٹی کو امر فرمایا کہ لونڈی کی لباس کی مخالفت کرے  
 اور اپنی اور اپنی چادر وٹنے کچھ لٹکالین عورت اپنی ہونہ کو ڈانک لی مگر ایک آنکھ  
 قریب تر ہی لگی کہ وہ پہچان پڑیں تو انیدیا جائیں اللہ فرماتا ہے کہ یہ لائق تر ہی  
 کہ وہ پہچانی جائیں حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جسوقت یہ آیت پڑی  
 علیہن من جلابھن نازل ہوئی تو انصار کی سپیان نکلیں گویا اونکی سرونپر کٹے تھے  
 سکیہ یعنی وقار کی حبت سی اور اونپر چادر بن سیاہ تھیں جن کو وہ پہنے ہوئے تھیں

روایت میں انہی طرح مں السکہ کا لفظ ہی خالاکملہ کے کچھ معنی نہیں ہیں کیونکہ مں  
تشبہ دینا ہے سیاہ چادر مں کی کوسے سی سکینت و وقار کی سائبہ اور نکاح و  
کرنامہ و نہیں ہی جیسے کہتے ہیں یعنی وقت تشبہ سکون اور وقار کے کان علی  
دوسرا الطید گویا اونکے سروں پر پرندے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
مروی ہے کہ کما کہ رحم کرے اللہ انصار کی عورتوں کو کہ جس وقت یہ آیت  
نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی مروط کو ہار اسیہ اور کون اپنے سروں پر  
ہار انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی گویا وہ  
سروں پر کوسے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آزاد  
عورت لونڈی کا لباس پہنتی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایماندار بیویوں کو  
حکم کیا کہ اپنے اور اپنی چادروں سے کہہ لٹکالین چادر کا لٹکانا یہی ہے کہ شفع  
ڈال لی اور اوس کو اپنی پیشانی پر کس کر باندھ جسے آتش رضی اللہ عنہ  
کہتے ہیں کہ ایک لونڈی نقاب ڈالی ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گزری تو  
وہ اوس پر درہ لیکر چڑھ گیا اور فرمایا اسے ککاع تو آزاد عورتوں کے منشا بہ  
بنتی ہے قناع کو ڈال دے صاحب شفع البیان و نام ظہ فرماتے ہیں ککاع  
ایک کلمہ ہے کہ جس شخص کو حقیر جانتے ہیں جیسے غلام لونڈی حامل گنہام  
کم عقل بے وقوف اون کے واسطے اس کلمے کو بولتے ہیں جیسے ٹوکے  
انہی خیس خور تعین اول اسلام میں اپنی عادت جاہلیت پر بتزل رہتی

تین عورت فرج و خمار میں باہر نکلتی آزاد و لونڈی میں کچھ فصل و تیز  
 نہ ہاقتیان گہروہی قید لوگ چھڑتے جس وقت وہ واسطے قضای حاجت  
 کے رات کو کجورون اور گنجان درختوں میں نکلتی تھیں یہ چھڑنا ابو  
 لونڈیوں کو تھا کبھی لونڈی خیال کر کے حرہ کو بھی چھڑتے تھے اس لیے  
 اون کو حکم ہوا کہ اپنا لباس برخلاف لباس لونڈیوں کے بنائیں  
 ملاحظہ پندیں سر اور مو نہ چپائیں تاکہ کوئی طمع کرنے والا اون میں  
 طمع کرے کذا فی مرآۃ النساء ؟

### خاتمہ

بیان ماسبق سی یہ بات ثابت ہوئی کہ راجح تحریم معصومہ ہے عصمہ سے  
 رنگ سرخ حاصل ہوتا ہے اور وہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی  
 حلیہ حمراء پہنا تھا سو شافعیہ و مالکیہ وغیرہم قائل جو از لبس احمر ہیں مگر عصمہ  
 کے سوا اور حنفیہ ہر سرخ رنگ کو کارود و حرام کہتے ہیں لیکن ان کے سارے  
 دلائل مخدوش و مجروح ہیں تفصیل اس جج کی کتاب ہدایت السائل میں  
 ہے ابن القیم کا یہ کہنا کہ مراد حمراء اسی مخطط ہے نہ احمر بحت خلافت ظاہر و آفتاب  
 ہے حافظ نے فتح الباری میں دربارہ جامہ سرخ رنگ سات مذہب قبل  
 کیے ہیں اور جانب جواز کو راجح کہا ہے یہی حق ہے رہا سفید و سیاہ و سبز و  
 نزع و بلونات سوسب کا جواز احادیث سے واسطی مردون کے ثابت ہے

ابن عمر سے روایا و تفارک زعفرانی کا پننا ثابت ہوا ہے رواہ احمد  
 و اہل السنن بلکہ یہ رنگ حضرت کوئٹہ سی زیا و محبوب تھا اور سوا اس  
 رنگ کی اور ابن زعفران نہیں ثابت ہے اور جس کپڑے پر صورت صلیب کے  
 یا اور کسی حیوان کی ہوا اور بکا پننا درست نہیں ہے حدیث مالک شمس  
 و لیں ہے رواہ البخاری و خیرہ ابو داؤد و احمد کا لفظ یہ ہے لَوْنٌ فِی بَیْتِهِ  
 ثَوْبٌ فِیْهِ تَصَالِیْبُ اِلَّا نَقَضَهُ وَاخْرَجَهُ النِّسَاءُ اَيْضًا لَمْ يَنْتَوِیْ وَخَرَجَتْ  
 نَحْوُهُ كِیْ لَا بَاسَ بِهِ اَوْ پَنِنَا قِیْصَ و عمامہ کا ثابت ہے راپا جامہ سو  
 حاشیہ ابوامامہ میں فرمایا ہے تَرَوُلًا وَاَنْتَوِزًا وَاخَالِفًا اَهْلُ الْكِتَابِ  
 رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ الطَّبْرَانِیُّ وَ سَنَدُهُ حَسَنٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ اَمَّةٍ نَعْنِیْ تَصْرِیْحُ كِیْ  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اول خرم کی ظاہر ہی ہے کہ واپسی  
 پینے کے مول کی ہوگی ابن القیم نے کہا ہے كَانَ صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ  
 وَسَلَّمَ یَلْبِسُ الْقَلَنْسُوۃَ بِغَیْرِ عِمَامَۃٍ وَ یَلْبِسُ الْعِمَامَۃَ بِغَیْرِ قَلَنْسُوۃٍ اَنْتَهٰی  
 اس صورت میں یہ کہنا کہ تنہا کلاہ پننا زنی شریکین ہے کا نقد صحیح نہ  
 شیر گاہ تنہا یک عمامہ سنت ہے اور ترک اور سکا زنی عجم عجم تحت انگلی  
 زیر دستا کرسی + اور پننا ثوب مخلوط بجزیر کا منوع ہے جسکو آج کل شریع  
 کہتے ہیں بظہر بلیل ورنہ جمہور قائل الاجتہاد میں تفصیل ان مباحث کی  
 کتاب لیل الطالب میں مرقوم ہے اوس کی طرف رجوع کرنا چاہیے و

اس باباً آخر میں ترجمہ کیا اسود مائل و مشاربہ و مشاعرہ و ساکن  
و ناکزین اس باتات غیر مجہور و مجہول ہیں یہی طبع ملائیس میں پہلی بات  
عجیب و غریبہ نظر ہے مین اہل کتاب کی ایک وضع خاص ہے اور  
ہندو کی یہی طرز فکری ہے اور ترکہ اپنے طور کا لباس پہنتے ہیں وہ فرس  
و نجوس اپنے ٹونگ کا لکڑی جو گٹھن مین اسلام کے قائل ہیں وہ لباس  
مین ہم طرز قوم خود مین کوئی اور مین استہام اتباع سنن و آداب اس  
کا طریقہ ناشرہ پر حق مین مرد و زن کے مین رکنا ہے علیٰ الخصوص مسلمان  
ہندو سے زیادہ آزادگی مین رہتے ہیں جن کے جی مین ہر طرح کا  
تراش خراش پسند آتا ہے وہ اوسی کو اختیار کرتا ہے خواہ زری دین ہو  
یا زری فسق یا زنی کفر تنوع کا مقدار اس درجہ تک پہنچا ہے کہ ایک شہر  
یا ایک محلہ ایک گھر مین ہی اتحاد و جمع کا مین ہے اور کسی جگہ تکلفیق  
اک یہ و ملائیس ہی مینی ٹوپی کسی قوم کی اور پاجا کہ کسی قوم کا اور جو کسی  
طاقت کا ہر جگہ لوگ صد و ستار و صد گشتار و ہزار رفقار و ہزار کردار ہو گئے  
ہیں غریب اسلام نے بالکل اہل اسلام کو اون کی ہدیت و دیم و شکل  
ایسا فرما دیا کہ اسلام سے بدل دیا ہے مین یہ نہیں کہتا کہ سارا لباس  
سروچ غیر ناشرہ حرام محبت یا ناجائز بخش ہے اگرچہ غالباً ایسا ہی حال ہے  
بلکہ بعض اوضاع جائز ہون گے کہ ناشرہ سلف ہوں مکن وضع سلف پر مڑ

غلام و مشائخ نین فی ہزار سو نفر ہی معلوم نہیں ہوتی پہنچ رہا اور بیان  
 کے سلیں پر مرد ہوں یا محو بہت کیا حسرت و افسوس غلام ہر کسین کپڑے  
 شریفین کا لباس ہی گو طرہ جہرب پر کھلاتا ہے اور شاہ قبائل و عشائر  
 عرب ہے لکن سنت کی شکل سے بغایت دور اور سرت و خیلا و بوجھ ہے  
 نہایت نزدیک ہے جب مرد و زن کا یہ حال ہے کہ اوہوں فی اپنی تہیم  
 روش ہوڑ دی اور فراق عجم کی آوضاع مختصرہ روز افزون پسند کیے تو  
 زنان ناقص العقل والدین کا کیا ذکر ہے کہ فی احوال سے تورات اکثر اہل اسلام  
 نے وہ وضع اختیار کی ہے جو شرعاً حرام ہے بلکہ زبان شاعر پر لعنت  
 آئی ہے جس کو دیکھو بچیاں کا جامہ پہنے ہوئے ہے نہ اندک ڈرن سول  
 سے حیا اگر یہ بات نہ تھی کہ پوری شکل زنان عرب کی سنی ہوتی تو ہلا  
 آنا تو ہونا ضرور تھا کہ اتحقاق لعنت سے بچا جائے مباح ہو قصہ شہادت  
 سرے گرا رہا ہے اگیا ایسی باریک کہ سارا سینہ منکشف ہوتا ہے کرتی  
 اتنی چوٹی کہ شکم و ناف ظاہر ہے پا جامہ وہ جو و اصغ بیٹہ ہتر ہے گر  
 کلی وار ہے تو اس طرف صریح ہے اور اگر چوڑی ڈار ہے تو ہر دو قدم کشون  
 بہن لباس و جامہ وہ باریک جو کسی عضو کا ساتھ نہیں ہے بعض عورتیں  
 غلیں مرغانہ وانگر کہ صدر یہ کا استہمال رکھتی ہیں خالاک اس شکل پر  
 لعنت آئی ہے باجگاہ کا رخا نہ دین و ایمان کا برہم اور لباس اسلام کا



در رسم ہو گیا ہی منہذا یلگ الما بین با ایمان مین اور غیر کی وضع پر  
طاعن اور اپنی تراثش و خراش و ایجا و ناز و پنا خان و کان امر الله  
قد را مقدر و را هذ انخر الرسالة والحمد لله اولاً و آخراً آج روز و شب

۲۴۔ رمضان المبارک ۱۲۵۰ھ ہجری کو باوجود شت

حواس کے چار دن بین سید سالہ بعونہ تعالیٰ

۰۰ وصونہ مستام ہوا والحمد لله الکی

بنعمته تتم الصالحات

ط ط ط